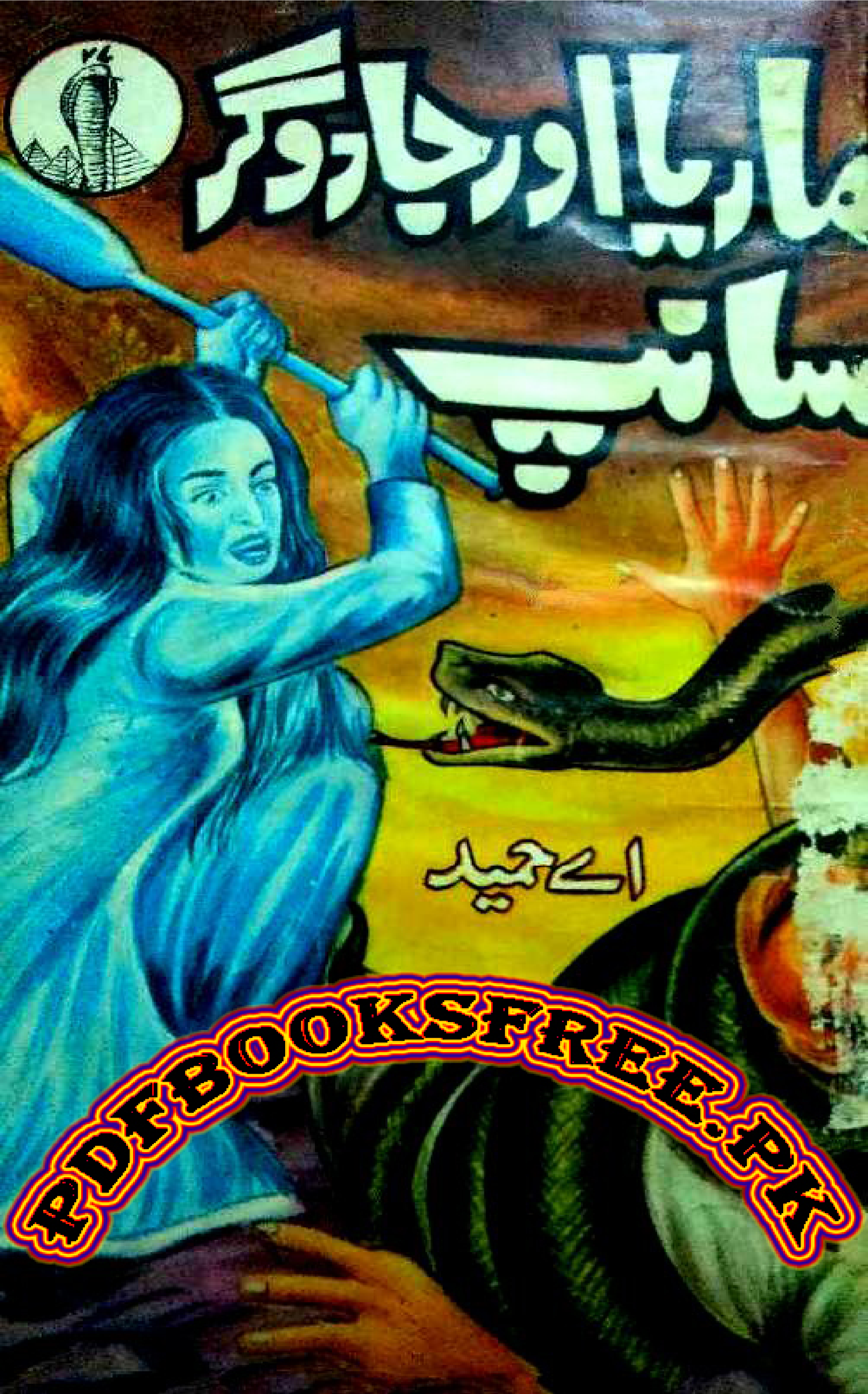
ماریا اور جادوگر
سانپ
اے حمید
PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PDFBOOKSFREE.PK

SCAN BY

MUHAMMAD ARSHAD

ناگ ماریا اور عنبر کی واپسی

کے پانچ ہزار سالہ سفر کی سنسنی خیز داستان

ماریا اور جادوگر سانپ

اے حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پیارے دوستو ،

"ناگ، عنبر، ماریا کی واپسی" کو آپ جس دلچسپی سے پڑھ رہے ہیں اور مجھے اپنی پسندیدگی کے خط لکھ رہے ہیں، میں اس قسط کے ساتھ ایک بار پھر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں — آپ جو مجھے خلوص بھرے خط لکھتے ہیں، میں پابندی سے ان کے جواب آپ کو لکھتا ہوں جو آپ کو مل جاتے ہوں گے — اس قسط میں ناگ اُس سرخ بالوں والی لڑکی کی تلاش میں ہے جسے لارڈ بکال بن مانس کی خوراک بنانے کے لیے یہاں لایا تھا — مگر جب وہ گھر پہنچا تو بن مانس ہلاک ہو چکا تھا۔ لارڈ طیش میں آکر لڑکی کو قتل کرنا چاہتا ہے — اتنے میں ناگ سانپ کا رُوپ دھار کر اُسے ہلاک کر دیتا ہے — اس عرصہ میں سرخ بالوں والی لڑکی غائب ہو جاتی ہے — ناگ نے اُسے کیسے تلاش کیا اور اُس کی مدد کی — یہ آپ خود پڑھیں گے تو زیادہ لطف آئے گا — اگلی قسط تک کے لیے مجھے اجازت دیجیے — خدا حافظ

آپ کا

اے حمید

سرورق پروڈکشن ایجنسی
جلال انور

ترتیب و پیشکش

محمد ارشد

پاکستان ورچوئل لائبریری

جملہ حقوق بحق پبلشرز محفوظ

بار اوّل : ۱۹۸۱ء
تعداد : دو ہزار
قیمت : چار روپے
ناشر : مکتبہ اقرأ ۔ ۳۷/ ... شاہ عالم مارکیٹ لاہور
طابع : الحسنہ پرنٹرز لاہور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ترتیب

- کالی آندھی
- بارش میں لاش غائب
- ماریا اور جادوگر سانپ
- عنبر اندھے کنوئیں میں
- عنبر ماریا ملاقات

کالی آندھی

ناگ زخمی ٹانگ کے ساتھ لنگڑاتا ہوا مکان سے باہر آیا تو دیکھا کہ لڑکی دور پہاڑی پگ ڈنڈی پر بھاگی جا رہی ہے۔ ناگ نے خدا کا شکر ادا کیا کہ لڑکی کی جان بچ گئی۔ لیکن یہ کہاں بھاگی جا رہی تھی۔ لڑکی دیہاتی نہیں معلوم ہوتی تھی، وہ شہر کی رہنے والی معلوم ہوتی تھی۔ کہیں اس علاقے میں وہ بھٹک نہ جائے، اس کی مدد کرنی چاہیے۔

یہ سوچ کر ناگ نے دوبارہ عقاب کی شکل اختیار کی اور ہوا میں اڑان بھر کر ایک منٹ میں لڑکی کے سر کے اوپر سے گزر کر کچھ دور آگے جا کر جھاڑی میں اترا اور انسان کی شکل میں آگیا۔ اس کی ٹانگ اب زیادہ درد کرنے لگی تھی۔

جب لڑکی بھاگتے ہوئے اس کے قریب سے گزری تو ناگ نے آہستہ سے کراہتے ہوئے اسے اپنے پاس بلایا اور کہا:

"بہن، میں زخمی ہوں۔ کیا تم مجھے کہیں سے پانی لا کر پلاؤ گی؟"

لڑکی رک گئی۔ ناگ کی زخمی ٹانگ کو دیکھ کر بولی:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"تمہیں کس نے زخمی کیا ہے؟"

لڑکی کا سانس پھولا ہوا تھا — ناگ نے کہا:

"تم اتنی تیز کیوں بھاگی جا رہی ہو — کیا تمہارے پیچھے کوئی چور لگا ہے؟"

لڑکی نے کہا:

"میں ایک ظالم شخص سے بڑی مشکل سے جان بچا کر بھاگی ہوں۔

میں ابھی تمہیں کہیں سے پانی لا کر دیتی ہوں، مگر یہاں تو پانی کہیں سے بھی نہیں ملے گا۔"

ناگ نے کہا:

"کوئی بات نہیں — میں بڑی سڑک پر جانا چاہتا ہوں۔ کیا تم مجھے وہاں تک پہنچا دو گی، پھر میں کسی سواری میں بیٹھ کر شہر چلا جاؤں گا۔"

لڑکی نے کہا:

"شہر میں تو ہر طرف افراتفری مچی ہے — میں تمہیں کسی قریبی گاؤں میں چھوڑ آتی ہوں — آؤ میرے ساتھ۔"

لڑکی نے ناگ کو سہارا دے کر اٹھانا چاہا تو ناگ نے کہا:

"تم کون ہو اور تمہارے پیچھے کون لگا ہوا تھا۔ تم کس ظالم شخص کی بات کر رہی تھی؟"

لڑکی نے ناگ کو بتایا کہ ایک آدمی اسے اغوا کر کے مکان میں لے گیا تھا، پھر اُسے قتل کرنے لگا تو ایک سانپ نے اس کی گردن سے لپٹ کر اسے ہلاک کر دیا اور وہ وہاں سے نکل کر بھاگ کھڑی ہوئی —

"میں شہر کی رہنے والی ہوں اور یہاں ایک قریبی قصبے میں اپنے رشتے داروں کے پاس آئی ہوئی تھی — میرے ساتھ آؤ، میں تمہارے زخم کا علاج کروں گی۔"

ناگ اٹھ کر اس کے ساتھ چلنے لگا — اس لڑکی کا گاؤں قریب ہی پہاڑیوں میں تھا — وہاں پہنچ کر لڑکی کے رشتہ داروں نے ناگ کے زخم کو دھو کر اس پر مرہم لگایا، پٹی باندھی اور اسے دودھ پینے کو دیا۔

ناگ اس گاؤں میں چھ سات دن رہا اور اس کا زخم کافی اچھا ہو گیا —

ایک دن وہ جانے کی تیاری کر رہا تھا کہ وہاں اچانک باغی گروہ کے تین سپاہی گھوڑوں پر سوار بندوقیں اٹھائے آ گئے — انہوں نے آتے ہی مکان کے دروازے پر گولیاں چلائیں، گھر والے سہم گئے۔ اصل میں اس لڑکی کا باپ شاہی خاندان کا نوکر تھا — باغی اسے قتل کرنے آئے تھے — لڑکی کا باپ مکان کی پچھلی کوٹھڑی میں چھپ گیا۔ دو باغی اندر آ گئے۔ ایک باہر کھڑا رہا —

ناگ چارپائی پر لیٹا تھا — لڑکی اس کے لیے دلیا بنا رہی تھی۔ لڑکی کی ماں کپڑے صاف کر رہی تھی — سب سہم گئے — خوف کے مارے رنگ زرد ہو گئے — موت سامنے نظر آنے لگی۔ باغیوں نے پوچھا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"تو سیو کہاں ہے؟ ہم اسے لینے آئے ہیں۔"

اس کا مطلب یہی تھا کہ وہ اسے ساتھ لے جا کر راستے میں ہی قتل کر دیتے۔ لڑکی نے کہا:

"وہ تو یہاں نہیں ہیں۔"

"تم بکواس کرتی ہو۔"

ایک باغی نے کہا اور پھر دوسرے ساتھی کو کہا کہ اندر کوٹھڑی کی تلاشی لی جائے۔ ناگ اور لڑکی اور اس کی ماں پریشان ہو گئیں کیونکہ لڑکی کا باپ کوٹھڑی میں چھپا ہوا تھا۔ اب ناگ خاموش تماشائی بن کر نہیں بیٹھ سکتا تھا، کیونکہ یہ اس معصوم لڑکی کے باپ کی زندگی اور موت کا سوال تھا۔ وہ کوئی دم میں قتل ہونے والا تھا۔ وقت بہت کم تھا۔ ناگ نے چارپائی پر لیٹے لیٹے سانس لیا اور دوسرے لمحے سرخ بالوں والی لڑکی اور اس کی ماں کی چیخ نکل گئی کیونکہ چارپائی پر سے، ان کے دیکھتے دیکھتے ناگ غائب ہو گیا اور اس کی جگہ سے ایک خونخوار دانتوں والا شیر اچھل کر اٹھا۔ اور اس نے وہیں گھوڑے باغی کی گردن پر پنجہ مار کر ہلاک کیا اور پھر کوٹھڑی میں گھس گیا۔ کوٹھڑی میں سے شیر کی دھاڑ کی آواز آئی اور پھر خاموشی چھا گئی۔

اتنے میں شیر کوٹھڑی سے باہر نکل آیا۔ وہ پورا منہ کھول کر دھاڑا اور چارپائی پر آ کر لیٹ گیا۔ دوسرے لمحے وہاں ناگ انسانی شکل میں لیٹا ہوا تھا۔ باغیوں کے گھوڑے خوفزدہ ہو کر بھاگ گئے تھے۔

لڑکی اور اس کی ماں کے رنگ اڑ چکے تھے۔ وہ ایک طرف سہمی کھڑی تھیں۔ ناگ نے مسکرا کر کہا:

"گھبراؤ نہیں بہن، تمہارا باپ زندہ سلامت ہے۔ مجھے یہ سب کچھ کرنا پڑا۔ جادو کے زور سے شیر نہ بنتا تو یہ لوگ تمہارے باپ کو قتل کر دیتے۔"

کوٹھڑی میں سے لڑکی کا باپ باہر نکل آیا۔ وہ بھی پریشان تھا۔ اس نے آتے ہی پوچھا:

"شیر کہاں چلا گیا۔ تم لوگ خیریت سے ہو ناں؟"

لڑکی نے کہا:

"ابا، شیر چارپائی پر لیٹا ہے۔"

"کیا کہا؟"

"ہاں ابا، یہی مہمان شیر بن کر تمہاری جان بچانے اندر گیا تھا۔"

"میں نہیں مان سکتا، ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔"

ناگ نے کہا:

"آپ کی جان بچ گئی۔ میں یہی چاہتا تھا۔ آپ کے ماننے یا نہ ماننے سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ اب آپ ان باغیوں کی لاشوں کو گڑھا کھود کر دفن کر دیں، تاکہ کوئی ثبوت باقی نہ رہے۔"

لڑکی کے باپ نے کہا:

"مگر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تم شیر بن جاؤ۔ کیا تم جادوگر ہو؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لڑکی کی ماں بولی :

"ہاں' یہ نوجوان جادوگر ہے' اس نے تو کمال کر دیا۔"

لڑکی کے باپ نے اسی وقت پھاوڑا اٹھایا اور صحن میں گڑھا کھود کر تینوں باغیوں کی لاشوں کو اس میں دفن کر کے مٹی برابر کردی۔

پھر اس نے ناگ سے کہا :

"جب تک تم مجھے میری آنکھوں کے سامنے شیر بن کر نہیں دکھاؤ گے مجھے یقین نہیں آئے گا۔"

ناگ مسکرا دیا۔ کہنے لگا :

"میں اس کی ضرورت نہیں سمجھتا — میرا جادو ویسے بھی صرف اس وقت کام کرتا ہے' جب اس کی ضرورت ہو — اچھا' اب میں آپ لوگوں سے اجازت چاہوں گا — میرا زخم اچھا ہو گیا ہے۔ آپ کی خدمت کا میں دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔"

اور ناگ ان لوگوں کو حیران چھوڑ کر وہاں سے نکل کر باہر آگیا اور پہاڑیوں کی طرف جاتی پگڈنڈی پر روانہ ہو گیا — اسے انگلستان جا کر ماریا اور عنبر سے ملاقات کرنا تھی — اس کا دل کہہ رہا تھا کہ وہ کسی نہ کسی طرح شہزادہ چارلس اور اس کی والدہ کو کشتی میں بٹھا کر سمندر پار کر کے انگلستان پہنچ گئے ہوں گے اور اب وہ لندن شہر کی کسی سرائے میں اس کا انتظار کر رہے ہوں گے' کیونکہ ان کے درمیان طے تھا کہ جب کبھی ایسا موقع آئے تو لندن کی کسی سرائے میں تلاش

کیا جائے —

ناگ نے گاؤں سے دُور آتے ہی گہرا سانس لے کر عقاب کی شکل بدلی اور اونچی اُڑان لگا کر پہاڑیوں کے اوپر آ کر سمندر کی طرف اُڑنا شروع کر دیا — دن غروب ہو چکا تھا اور شام کا اندھیرا سمندر پر پھیلنے لگا تھا — ناگ سمندر کے اوپر آگیا۔ اس نے دیکھا نیچے چٹانوں میں سمندر کی موجیں دُور دُور سے آ کر ٹکرا رہی تھیں — اندھیرے میں اُسے سفید جھاگ اڑتی صاف نظر آ رہی تھی — ناگ بہت تیز اڑ رہا تھا رات ہوتے ہی وہ لندن پہنچ گیا — اسے دُور سے لندن شہر میں جلنے والی روشنیاں نظر آنے لگیں — وہ نیچے اُترنے لگا۔

عین اس وقت ماریا اور عنبر سرائے کی کوٹھڑی میں بیٹھے کافی پی رہے تھے کہ انہیں زلزلے کا ہلکا سا جھٹکا محسوس ہوا' پھر دوسرا جھٹکا لگا — ماریا نے کہا :

"زلزلہ ہے شاید۔"

عنبر بولا :

"نہیں' یہ زلزلہ نہیں ہے' کیونکہ میز پر رکھی ہوئی پیالیاں اپنی جگہ سے ذرا بھی نہیں ہلیں۔"

"تو پھر یہ جھٹکا سا ہمیں کیوں لگا تھا؟"

عنبر اُٹھ کھڑا ہوا — اس نے ماریا سے کہا :

"ماریا' میرا ہاتھ تھام لو۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"کیوں خیریت تو ہے؟" ماریا نے گھبرا کر پوچھا۔

عنبر نے کہا:

"ہم تاریخ میں پیچھے کی جانب جانے والے ہیں — وقت بدل رہا ہے — ہم پیچھے جا رہے ہیں — جلدی سے میرا ہاتھ تھام لو۔"

ماریا نے عنبر کا ہاتھ پکڑ لیا — اب دونوں کو زبردست جھٹکے لگنے لگے اور پھر تیز آندھی کی سیٹیاں کانوں میں گونجنے لگیں۔ عنبر نے ماریا کو اور ماریا نے عنبر کو آواز دی۔ مگر وہ ایک دوسرے کی آواز نہ سن سکے — تیز ہوا کے تھپیڑوں میں ان کی آنکھیں بند ہو رہی تھیں — آندھی نے انہیں زمین سے اٹھا لیا تھا — اب وہ جیسے آسمان پر رہے ہوں۔ ان کے چاروں طرف تاریکی تھی — پھر اچانک عنبر کا ہاتھ ماریا کے ہاتھ سے چھوٹ گیا — عنبر نے ماریا کو آواز دی۔ اس کی آواز آندھی کے شور میں دب کر رہ گئی۔

عنبر نے اپنے آپ کو آندھی کے تھپیڑوں کے حوالے کر دیا — ادھر ناگ بھی عقاب کی شکل میں اس تیز آندھی کی لپیٹ میں آگیا — وقت اور تاریخ بدل رہی تھی — یہ تینوں ساتھی اور دوست تاریخ میں ایک دم سے کئی سو سال پیچھے جا چکے تھے — کو پہلے لندن کی روشنیاں نظر آ رہی تھیں، اب وہاں اندھیرا ہی اندھیرا تھا — ناگ کو آندھی کے تیز تھپیڑے ہوا میں اڑائے لیے جا رہے تھے —

جب آندھی ختم ہوئی تو اندھیرا بھی ساتھ ہی دور ہو گیا —

رات تھی۔ اب دن کی روشنی صحرا میں پھیلی ہوئی تھی — ناگ ایک دم سے چار سو سال پیچھے آگیا تھا — صحرا میں سخت دھوپ نکلی ہوئی تھی۔ ناگ عقاب کی شکل میں اڑتا چلا گیا — وہ سمجھ گیا تھا کہ چونکہ وہ واپسی کے سفر میں ہیں اس لیے تاریخ ایک دم سے چار سو سال پیچھے چلی گئی ہے اور عنبر اور ماریا کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا ہوگا۔ خدا جانے وہ کس ملک میں چار سو سال پیچھے جا کر ظاہر ہوئے ہوں گے —

دھوپ کی روشنی دریا میں چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی — ناگ کو دور ایک دریا سفید لکیر کی طرح بہتا دکھائی دیا — وہ دریا کی طرف اڑنے لگا — دریا کے کنارے کہیں کہیں درختوں کے ہرے بھرے جھنڈ تھے — ناگ اڑتے اڑتے تھک گیا تھا — اسے یوں لگ رہا تھا جیسے وہ چار سو سال سے اڑتا چلا آ رہا تھا — وہ درختوں کے جھنڈ کی طرف دریا کے کنارے پر آگیا — وہ درختوں کے پیچھے اتر گیا اور اترتے ہی اس نے انسانی شکل اختیار کر لی۔ ناگ کا لباس انقلاب فرانس کے زمانے کا تھا — یعنی تنگ پتلون، بوٹ اور چوڑے کالر والی قمیص، جس کے کف پھولے ہوئے تھے — وہ جانتا تھا کہ اس لباس میں دیکھ کر لوگ اس کا مذاق بھی اڑائیں گے اور حیران بھی ہوں گے، کیونکہ وہ انقلاب فرانس کے زمانے سے چار سو سال پیچھے آگیا ہے اور لوگوں کا لباس بدل چکا ہے۔ یہ زمانہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

چنگیز خان کا زمانہ تھا۔

جب اس کی خونخوار فوج ایران اور چین میں قتل عام کرنے کے بعد بغداد اور شام کی طرف بڑھ رہی تھی، لوگ لمبے کرتے پہنتے تھے اور سروں پر بڑی پگڑیاں یا عربی رومال باندھتے تھے۔

ناگ نے درختوں کے پیچھے سے دیکھا کہ دریا پر ایک گھاٹ بنا ہوا ہے، جہاں ایک کشتی مسافروں سے بھری ہے اور دریا پار کرنے کو تیار ہے۔ پھر کشتی دریا کے پاٹ کی طرف چل دی۔ گھاٹ پر دو چار آدمی ہی باقی رہ گئے۔ یہاں کھجوریں اور سنگتروں کے درخت تھے اور ٹھنڈے پانی کا ایک چشمہ بھی تھا۔ ناگ کو بھوک بھی لگ رہی تھی اور پیاس بھی لگ رہی تھی۔ اس نے زمین پر پڑی ہوئی کچھ کھجوریں اٹھا کر کھائیں اور چشمے پر منہ ہاتھ دھو کر پانی پیا۔ پھر وہ چشمے پر ہی بیٹھ کر سوچنے لگا کہ ماریا اور عنبر کس جگہ پر اترے ہوں گے؟

واپسی کے اس سفر میں وہ اسی طرح اچانک ایک دوسرے سے جدا ہو کر چار پانچ سو سال پیچھے چلے جاتے تھے اور پھر عجیب عجیب حالات میں ایک دوسرے سے مل جاتے تھے۔ ناگ، ماریا اور عنبر کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ اس نے محسوس کیا کہ اس کے پیچھے کچھ لوگ کھڑے ہیں۔ ناگ نے پلٹ کر دیکھا۔ تین عربی لباس والے آدمی ناگ کے کپڑوں کو گھور گھور کر دیکھ رہے تھے۔ ایک

نے ناگ سے اس زمانے کی عربی زبان میں پوچھا:

"تم کون ہو؟ یہ تم نے کس قسم کے کپڑے پہن رکھے ہیں؟"

ناگ، عنبر اور ماریا کو یہ طاقت حاصل تھی کہ وہ ہر زمانے اور ہر ملک کے لوگوں کی زبان بول لیتے تھے۔ اس نے کہا:

"میں کون ہوں، کہاں سے آیا ہوں۔ میرا لباس کس زمانے کا ہے؟ تم یہ باتیں نہیں سمجھ سکو گے۔ تم مجھے یہ بتاؤ کہ یہ کس بادشاہ کا زمانہ ہے؟"

ناگ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ وہ تاریخ میں کتنی لمبی چھلانگ لگا کر پیچھے آیا ہے۔ ایک آدمی نے کہا:

"یہ خلیفہ ناصرالدین عباسی کا بغداد ہے۔ بغداد، شام اور بابل پر عباسی خلیفہ کی حکمرانی ہے۔ اب بتاؤ کہ تم کون ہو؟"

ناگ سمجھ گیا کہ وہ چنگیز خان کے زمانے میں نکل آیا ہے۔ اس نے پوچھا:

"کیا چنگیز خان بغداد میں داخل ہو چکا ہے؟"

وہ لوگ قہقہہ مار کر ہنس دیے:

"اگر یہ بات تم نے خلیفہ کے سامنے کہی ہوتی تو وہ تمہاری گردن اڑا دیتے۔ احمق نوجوان، بھلا چنگیز خان میں اتنی ہمت ہے کہ وہ بغداد شہر میں داخل ہو سکے؟"

ناگ مسکرا دیا، وہ سمجھ گیا کہ ابھی چنگیز خان نے بغداد میں داخل ہو کر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تاریخ کا سب سے بڑا قتلِ عام نہیں کیا — اس نے ان لوگوں سے کہا:

"میں تمہیں ایک نصیحت کروں گا، جتنی جلدی ہو سکے اپنی اور اپنے بچوں کی جانیں بچا کر بغداد سے نکل جاؤ۔"

"وہ کیوں؟" ایک بوڑھے عرب نے پوچھا۔

ناگ نے کہا:

"اس لیے کہ تمہارے شہر بغداد میں خون کی ندیاں بہنے والی ہیں یہاں لوگوں کا اتنا قتلِ عام ہوگا کہ گلی گلی میں انسانی سروں کے انبار لگ جائیں گے — مسلمانوں کا خون پانی سے بھی سستا ہو جائے گا۔"

تینوں عرب کچھ ڈر گئے — ایک نے پوچھا:

"کیا تم کوئی جادوگر ہو؟ تمہیں آنے والے زمانے کی کیوں کر خبر ہے؟"

ناگ نے کہا:

"یہ مت پوچھو، اگر تمہیں اپنی زندگیاں عزیز ہیں تو اپنے بال بچوں کو لے کر بغداد سے نکل جاؤ۔"

دوسرے نے پوچھا:

"مگر یہ قتلِ عام کون کرے گا؟"

ناگ نے آہستہ سے کہا:

"چنگیز خان۔"

وہ عرب ایک بار پھر ہنس پڑے:

"تم بکواس کرتے ہو — تم چنگیز خان کے جاسوس ہو — میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"

اور ایک عرب تلوار نکال کر ناگ پر حملہ کرنے کو لپکا۔ ناگ نے گہرا سانس لیا اور عقاب بن کر اڑ گیا — تینوں عرب سانس روکے ایک دوسرے کا منہ تکتے رہ گئے —

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بارش میں لاش غائب

ماریا کا ہاتھ عنبر سے چھوٹ گیا تھا۔

وہ کالی آندھی میں آسمانوں میں اُڑتی ہوئی ایک دم سے نیچے آنے لگی۔۔۔ اندھیری رات دُور ہو گئی تھی اور نیچے زمین کے درختوں پر روشنی ہو رہی تھی۔۔۔ ماریا سمجھ گئی تھی کہ وہ بھی عنبر کے ساتھ ہی وقت کی چھلانگ لگا کر پیچھے چلی گئی ہے اور اب کسی اجنبی ملک میں اتر رہی ہے۔۔۔ ان کی واپسی کا سفر اسی طرح ہو رہا تھا۔۔۔ ماریا کو ہواؤں نے آہستہ سے زمین پر لا کر کھڑا کر دیا۔

ماریا نے آس پاس دیکھا۔ دھوپ نکلی ہوئی تھی۔ موسم گرمیوں کا تھا اور دُور تک کھیت اور درخت نظر آ رہے تھے۔ ایک کچی سڑک پر بیل گاڑی جا رہی تھی۔ ماریا کو عنبر اور ناگ کا خیال ستانے لگا۔ خدا جانے وہ انقلاب فرانس کے زمانے سے نکل کر کس کس شہر میں جا کر اُترے ہوں گے۔ ماریا یہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ وہ کس ملک میں ہے اور یہ کس بادشاہ کا زمانہ ہے تاکہ اسے پتا چل سکے کہ وہ واپسی کے سفر میں کتنے سال پیچھے اتری ہے۔

جس سڑک پر بیل گاڑی جا رہی تھی ماریا بھی اس پر آگئی۔ ایک آدمی بیل گاڑی کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔۔۔ اس کے سر پر سفید چھوٹی پگڑی تھی، جسم پر سفید کرتا اور سفید دھوتی تھی۔۔۔ اس کے ماتھے پر سرخ تلک لگا تھا۔۔۔ ماریا کو خیال آیا کہ ہو نہ ہو وہ پرانے ہندوستان میں آگئی ہے۔۔۔ وہ کس طرح معلوم کرے کہ یہ کونسا ملک ہے۔۔۔ وہ کسی سے پوچھ بھی نہیں سکتی تھی۔

آس پاس دُور تک کوئی آبادی بھی نہیں تھی۔۔۔ ماریا نے زمین سے درختوں کے اوپر تک اونچا ہو کر ہوا میں اڑنا شروع کر دیا۔ تاکہ وہ جلدی کسی آبادی میں پہنچ جائے اور پتا چلا سکے کہ کس ملک میں ہے۔ آم اور ناریل کے درختوں سے تو یہی ظاہر ہوتا تھا کہ وہ ہندوستان میں آگئی ہے۔۔۔ ایک گھنٹہ اڑنے کے بعد ماریا کو دُور سنہری مندروں کے کلس دکھائی دیے۔۔۔ یہاں سرخ پتھروں کی پہاڑیوں میں دریا بہتا تھا۔۔۔ دریا کے دوسرے کنارے پر ایک راجہ کا محل نظر آ رہا تھا۔ شہر کی دیوار کے اندر لوگوں کے دو منزلہ مکان تھے، مندر تھے، بازار تھے۔۔۔ یہاں ماریا اُتر گئی۔ ایک آدمی دوسرے سے دلّی کے بادشاہ سلطان التمش کے بارے میں بات کرتا گزر گیا۔ ماریا سمجھ گئی کہ وہ ہندوستان میں ہے اور یہ سلطان التمش کا زمانہ ہے اور دُور دُور ریاستوں میں ہندو راجے سلطان کی نگرانی میں حکومت کرتے ہیں۔ یہ بھی کسی ہندو راجے کی ریاست تھی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماریا نے محسوس کیا کہ لوگوں کے چہرے اداس ہیں۔ بازاروں کی دکانیں بھی بند تھیں اور راجہ کے محل پر کالا جھنڈا لہرا رہا تھا۔ کچھ لوگوں کی باتوں سے معلوم ہوا کہ ریاست کا نوجوان راجکمار مر گیا ہے۔ ماریا نے سوچا کہ اسے ہندوستان کے سمندر کی طرف نکل جانا چاہیے تاکہ وہاں سے کسی سمندری جہاز میں سوار ہو کر انگلستان کی طرف نکل جائے۔ اور وہاں جا کر عنبر اور ناگ کو تلاش کرے۔

ماریا ریاست کے شہر کے بازاروں میں ہی گھوم رہی تھی کہ آسمان پر کالی گھٹا امڈ کر چھا گئی اور بڑے زور کی ہوا چلنے لگی۔ ماریا نے سوچا کہ اسے شہر سے باہر کسی جگہ جا کر پناہ لینی چاہیے تاکہ جب آندھی رکے تو وہیں سے سمندر کی طرف روانہ ہو جائے۔ اس وقت دن کے چار بجے کا وقت ہوگا۔ ماریا شہر کے دروازے سے نکل کر پہاڑی کے اوپر جاتی پتھریلی چھوٹی سڑک پر چلنے لگی۔ نیچے دریا بہہ رہا تھا۔

ماریا پہاڑی کے اوپر آ گئی۔ یہاں پہاڑی میں ایک غار تھا اور دیواروں کے اندر چھوٹے چھوٹے گڑھے کھود کر بیٹھنے کو جگہ بنا دی گئی تھی۔ یہ حجرے سے تھے۔ شاید یہاں بوڑھے سادھو آ کر خدا کی عبادت کیا کرتے ہوں گے۔ غار کے سامنے ایک پتھر کی چار دیواری تھی۔ دیوار دو فٹ اونچی تھی۔ آندھی یہاں تک آتے آتے ہلکی ہو گئی تھی۔ کالی گھٹا ویسے ہی تھی۔ بارش ہونے والی تھی۔ ماریا نے چار دیواری کے

اندر جا کر دیکھا۔ وہاں زمین پر جگہ جگہ راکھ بکھری ہوئی تھی اور کہیں کہیں انسانی ہڈیاں پڑی تھیں۔

ماریا سمجھ گئی کہ یہ ہندوؤں کا قبرستان ہے۔ یہاں ہندو لوگ اپنے مردے جلاتے تھے۔ اور جب مردہ جل کر راکھ ہو جاتا تھا تو راکھ میں کچھ ہڈیاں یادگار کے لیے اپنے ساتھ لے جاتے تھے۔

ماریا نے سن رکھا تھا کہ اس قسم کے شمشان میں اکثر مردوں کی بد روحیں بھٹکتی رہتی ہیں۔ جہاں ہندوؤں کے مردے جلائے جاتے ہیں، اس جگہ کو شمشان کہتے ہیں۔ رات کو یہاں چڑیلیں بھی پھرا کرتی ہیں، مگر ماریا کو کوئی ڈر نہیں تھا۔ وہ سوچنے لگی کہ آندھی تھم گئی ہے، وہ آگے نکل جائے اور پہاڑی پر سے اڑتی ہوئی دوسرے علاقوں کی طرف چلی جائے، مگر بوندا باندی شروع ہو گئی۔ ماریا نے سوچا کہ شام ہونے والی ہے۔ بہتر یہی ہے کہ آج کی رات اسی جگہ غار کے کسی حجرے میں آرام کیا جائے اور کل صبح سفر پر روانہ ہو جائے۔

یہ فیصلہ کر کے ماریا سامنے والے غار کے ایک چبوترے پر آ کر بیٹھ گئی۔ یہاں بارش بھی نہیں آ رہی تھی اور باہر کا نظارہ بھی دکھائی دیتا تھا۔

شام کا اندھیرا پھیل گیا تھا۔ بوندا باندی رک گئی۔ ہر طرف برسات کے موسم کا سیاہ کالا اندھیرا چھا گیا تھا۔ کسی وقت بادلوں کی ہلکی ہلکی گرج سنائی دے جاتی تھی۔ ماریا خاموش غار کے باہر چبوترے پر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بیٹھی مُردوں کی بدروحوں اور شمشان میں راتوں کو پھرنے والی چڑیلوں کے بارے میں سوچ رہی تھی کہ اسے ایسی آواز سنائی دی جیسے کچھ لوگ شمشان کی طرف چلے آ رہے ہیں — تھوڑی دیر بعد لالٹین کی روشنی نظر آئی —

ماریا نے دیکھا کہ چار آدمی ایک جنازہ اُٹھائے چلے آ رہے ہیں۔ ایک آدمی آگے آگے لالٹین اٹھائے روشنی کر رہا ہے۔

ماریا نے کوئی زیادہ دلچسپی نہ لی — وہ اپنی جگہ پر بیٹھی رہی۔ کیونکہ وہ جانتی تھی کہ یہ کوئی ہندو مُردہ ہے، جسے آگ کی چتا پر جلا کر یہ لوگ واپس چلے جائیں گے — یہ لوگ جنازہ جسے ہندو ارتھی کہتے ہیں، لے کر شمشان کی دیوار کے اندر آ گئے — مُردہ سفید کپڑے میں لپیٹ کر بانس کی چھوٹی چارپائی پر لٹا رکھا تھا۔

انہوں نے لاش ایک پتھر کے چبوترے پر رکھ دی۔ ابھی وہ لکڑیاں لا کر اس پر رکھنے ہی لگے تھے کہ ایک دم سے چھاچھم مینہ برسنے لگا۔ وہ غار کی طرف بھاگے، جہاں ماریا بیٹھی تھی — مُردہ انہوں نے وہیں رہنے دیا — ایک آدمی نے بلند آواز سے کہا:

"ارے اُدھر مت جاؤ، اُدھر بھوت چڑیلیں رہتی ہیں۔"

جو تین آدمی ماریا کی طرف بھاگے آ رہے تھے، وہیں سے ڈر کے مارے واپس ہو گئے — یہ پانچوں آدمی شمشان کی دیوار کے دوسری طرف کسی جگہ بارش سے چھپ کر بیٹھ گئے۔ وہ اس انتظار میں تھے کہ بارش

رُکے تو وہ مُردے کو آگ لگا کر جلائیں۔

شمشان میں اب کوئی نہیں تھا — مُردہ بانس کی چارپائی پر سیدھا پڑا تھا — کالی رات تھی، آسمان بادلوں میں چھپا ہوا تھا۔ موسلادھار بارش ہو رہی تھی — ماریا غار کے چبوترے پر بیٹھی مُردے کی چارپائی کو دیکھ رہی تھی کہ وہ چونک اُٹھی — اس نے دیکھا کہ مُردہ چارپائی پر سے اُٹھ کر بیٹھ گیا — اس نے اپنے منہ پر سے کفن پرے ہٹا دیا اور اپنے ارد گرد دیکھا، جیسے حیران ہو رہا ہو کہ میں کہاں آ گیا ہوں۔ ماریا یہ سارا نظارہ خاموشی سے دیکھ رہی تھی — وہ بھی حیران تھی کہ مُردے میں جان کیسے پڑ گئی؟ پھر اُسے خیال آیا کہ یہ مُردے کی بدروح ہے جو اُسے اٹھا کر شمشان سے باہر لے جا رہی ہے — باہر جاتے ہی بدروح دوبارا نکل جائے گی اور مُردہ پھر زمین پر منہ کے بل گر پڑے گا —

مُردہ چبوترے سے اُتر آیا اور سیدھا اس غار کی طرف آیا، جس کے چبوترے پر ماریا بیٹھی تھی — ماریا نے اپنی جگہ سے کوئی حرکت نہ کی — وہ وہیں بیٹھی رہی — مُردہ اس کے قریب سے گزر کر غار کے اندر گیا اور پھر اُس کے اندھیرے میں غائب ہو گیا — ماریا اُٹھ کر مُردے کے پیچھے گئی کہ وہ اندر کیا کر رہا ہے — غار میں آگے اندھیرا تھا، پھر بھی ماریا میں اتنی طاقت آ گئی تھی کہ وہ اندھیرے میں بھی دیکھ لیتی تھی —

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کیا دیکھتی ہے کہ مُردہ زمین پر گرا پڑا ہے۔ سمجھ گئی کہ بدروح اُس کے جسم سے دوبارہ نکل گئی ہے۔ لیکن ماریا کو سانس لینے کی ہلکی سی آواز سُنائی دی۔ وہ مُردے پر جھک گئی۔ اُس کی نبض چل رہی تھی اور وہ سانس لے رہا تھا۔

ماریا نے دیکھا کہ مُردہ ایک سولہ سترہ سال کا ایک خوب صورت نوجوان لڑکا تھا، جس کے بال سیاہ اور گھنگھریالے تھے۔ ماریا نے اُس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر دیکھا اُس کا دل دھڑک رہا تھا۔ یہ تو زندہ ہے۔ ماریا نے سوچا، یہ چکر کیا ہے؟ راز کیا ہے؟

ماریا باہر آگئی۔ بارش ختم ہو گئی تھی۔ اس کے ساتھ ہی پانچوں آدمی باتیں کرتے شمشان کی دیوار کے اوپر سے ہو کر چبوترے پر آ گئے۔ اچانک ان میں سے ایک آدمی چلّایا:

"لاش غائب ہے۔"

چاروں بھاگ کر چبوترے پر چڑھ گئے۔ چارپائی خالی پڑی تھی۔ وہ گھبرا کر اِدھر اُدھر دیکھنے لگے۔

"کیا وہ زندہ تھا؟"

"نہیں، اُسے دیوتا اٹھا کر لے گئے ہیں۔ ہم اس کے ساتھ ظلم کرنے لگے تھے۔ اب ہماری خیر نہیں ہے۔ زندگی چاہتے ہو تو میری مانو اور یہاں سے بھاگ چلو۔"

"ارے اُلّو کے پٹھے وزیر ہم میں سے کسی کو بھی زندہ نہیں چھوڑے

گا۔ چلو اُسے تلاش کرو۔ وہ ہوش میں آگیا ہوگا۔ یہیں کسی جگہ چھپا ہوگا۔ آؤ اس سامنے والے غار میں دیکھتے ہیں۔"

چاروں بولے:

"ہرگز نہیں۔ اس غار میں چڑیلیں رہتی ہیں۔ ہم اس غار میں نہیں جائیں گے۔"

"ارے کمبختو، تو پھر دوسری جگہ تلاش کرو۔ راجکمار نہ ملا تو ہم سب کو وزیر آگ میں ڈال دے گا۔"

وہ پانچوں آدمی راجکمار کی تلاش میں اندھیرے میں شمشان کے دوسری طرف پہاڑی کی طرف نکل گئے۔ ماریا نے غار کے اندر جا کر راجکمار کے ماتھے پر ہاتھ رکھا۔ وہ ہوش میں آگیا۔ ماریا ساری بات کو سمجھ گئی تھی۔ ریاست کے وزیر نے راجکمار کو کوئی خاص دوا پلا کر بے حس کر کے اعلان کرا دیا کہ راجکمار مر گیا ہے اور پھر اپنے آدمیوں کے ہاتھوں اُسے شمشان میں پہنچا دیا کہ اس کی لاش کو آگ لگا دی جائے۔ راجکمار نے آنکھیں کھول کر اندھیرے میں دیکھا۔ اُسے غار میں کوئی انسان دکھائی نہ دیا۔ پھر یہ کس نے اپنا ہاتھ اُس کے ماتھے پر رکھا ہوا تھا۔ ماریا نے اپنا ہاتھ اُٹھا لیا۔

راجکمار نے پوچھا:

"میرے اجنبی دوست، تم کون ہو؟"

ماریا نے کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"تم مجھے دیکھ نہیں سکتے۔"

راجکمار بولا:

"کیا تم آکاش کی دیوی ہو؟"

ماریا بولی:

"تم یہی سمجھ لو۔"

راجکمار نے کہا:

"تم ضرور میری مدد کرنے آئی ہو گی۔ مجھے وزیر نے کچھ پلا دیا تھا۔ میں بے ہوش ہو گیا۔ ہوش آیا تو میں شمشان میں چتا پر پڑا تھا۔ وزیر مجھے مار کر تخت پر قبضہ کرنا چاہتا ہے۔"

ماریا نے پوچھا:

"کیا تمہارے ماں باپ کو اس حادثے کی خبر نہیں ہوئی؟"

راجکمار ٹھنڈا سانس بھر کر بولا:

"میرے ماتا پتا مر چکے ہیں۔ میں تخت کا وارث ہوں۔ وزیر مجھے راستے سے ہٹا کر خود راجہ بننا چاہتا ہے۔ وہ جانتا تھا کہ رعایا میرے ساتھ ہے۔ اسی لیے اس نے مجھے بے ہوش کر کے میری موت کا اعلان کروا دیا، تاکہ رعایا کوئی اعتراض نہ کرے اور اسے شک بھی نہ ہو۔"

ماریا نے کہا:

"میں تمہیں تمہارا تخت دلوانے میں تمہاری مدد کروں گی۔ تم میرے

ساتھ شاہی محل میں چلو۔"

راجکمار بولا:

"نہیں دیوی، میں تمہاری زندگی خطرے میں نہیں ڈالوں گا۔ میں بھی شاہی محل کی طرف نہیں جاؤں گا۔"

ماریا نے پوچھا:

"کیوں ایسی کون سی خطرے کی بات ہے؟"

راجکمار کہنے لگا:

"دریا کے اوپر چٹان میں ایک مندر ہے۔ اس مندر میں ایک جادوگر پجاری رہتا ہے۔ وہ وزیر کا گہرا دوست ہے۔ اسی نے مجھے کوئی ایسی شے پلا دی تھی کہ میرا سانس رک گیا۔ دل کی حرکت بند ہو گئی، مگر میں زندہ رہا۔ وزیر چاہتا تھا کہ میں زندہ آگ میں جل کر راکھ بن جاؤں، کیونکہ جادوگر پجاری نے وزیر کو خبردار کیا تھا کہ اگر مجھے پہلے قتل کر کے آگ میں جلایا گیا تو میری روح اسے چین سے نہیں بیٹھنے دے گی۔"

ماریا نے کہا:

"میں اس جادوگر پجاری سے بھی نمٹ لوں گی۔ میں آکاش کی دیوی ہوں۔"

راجکمار بولا:

"نہیں دیوی جی، آپ اس جادوگر پجاری کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس کی طاقت کا کوئی حساب نہیں۔ وہ جادو کے زور سے پہاڑ کو اپنی جگہ سے ہٹا دیتا ہے۔ وہ بیس سال تک دریا کے اندر ڈوب کر جادو کے منتر پڑھتا رہا ہے۔ اس کی شکل بھی مگرمچھ کی طرح ہو گئی ہے۔ آپ مجھے میرے حال پر چھوڑ دیں۔"

ماریا کہنے لگی:

"تم نے مجھے اپنی دکھ بھری کہانی سنادی ہے راجکمار۔ اب میرا فرض بنتا ہے کہ میں تمہاری مدد کروں اور تمہیں وزیر کے ظلم و ستم سے نجات دلا کر تمہارا حق تمہیں واپس دلواؤں اور قاتل کو اس کے ظلم کی سزا دوں۔"

راجکمار نے کہا:

"تو کیا آپ جادوگر پجاری کا مقابلہ کریں گی دیوی؟"

ماریا بولی:

"صرف مقابلہ ہی نہیں کروں گی بلکہ اُسے ہلاک کر کے تمہارے پاس آؤں گی اور پھر تمہیں لے کر شاہی محل میں جاؤں گی اور وزیر کو قیدی بنا کر تمہارا تخت تمہارے حوالے کر دوں گی۔"

راجکمار اٹھ کر بیٹھ گیا تھا۔ وہ ماریا کو دیکھ تو نہیں سکتا تھا، مگر جس طرف سے ماریا کی آواز آ رہی تھی، اس طرف منہ کر کے غور کرنے لگا کیا یہ غیبی دیوی اتنے زبردست جادوگر کا مقابلہ کر سکے گی۔

ماریا بولی:

"لیکن تم اس غار میں مت ٹھہرو۔ میرے ساتھ کسی دوسری جگہ چلیں اور وہاں جا کر چھپ کر میرا انتظار کرو، کیونکہ ہو سکتا ہے، وزیر کے آدمی تمہاری تلاش میں اس غار میں بھی آ جائیں۔ کیا یہاں کوئی ایسی جگہ ہے، جہاں تم پناہ لے سکو؟"

راجکمار نے کہا:

"اسی پہاڑ کے اوپر ایک چھوٹا غار ہے، میں وہاں تمہارا انتظار کروں گا۔"

ماریا نے راجکمار کو ساتھ لیا اور پہاڑی کے اوپر والے غار میں آ گئی۔ یہ غار چھوٹا سا تھا مگر پہاڑی کے اندر جا کر ایسی جگہ پر تھا جہاں کسی کو شک نہیں پڑ سکتا تھا۔ ماریا نے راجکمار کو اس غار میں چھوڑا اور خود وزیر کے محل کی طرف روانہ ہو گئی۔ کالی گھٹا اسی طرح چھائی ہوئی تھی اور ہلکی ہلکی بوندا باندی ہو رہی تھی۔ ماریا پہاڑی سے نیچے اتر کر ہوا میں تیز تیز اڑنے لگی۔ وہ راجہ کے محل کی چھت پر پہنچ گئی۔ محل کے اندر موم کی شمعیں اور فانوس روشن تھے۔ ماریا نے ایک شان دار کمرے میں وزیر کو دیکھا۔ وہ پریشان تھا اور بے چینی سے ٹہل رہا تھا۔ راجکمار کی لاش گم ہو گئی تھی۔ یہ بڑی پریشانی کی بات تھی۔ راجکمار کسی وقت بھی بادشاہ التمش کی مدد لے کر اس کے محل پر قبضہ کر سکتا تھا، جو لوگ راجکمار کو زندہ جلانے کے لیے گئے تھے، وہ سامنے ہاتھ باندھے کھڑے تھے۔ وزیر نے جو اب راجہ بن چکا تھا، حکم دیا کہ راجکمار کو صبح

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہونے سے پہلے پہلے تلاش کر کے اس کی گردن کاٹ کر پیش کی جائے۔

" اگر تم راجکمار کا سر کاٹ کر نہ لائے تو تمہیں شیروں کے آگے ڈال دیا جائے گا۔"

جب وہ لوگ چلے گئے تو وزیر نے اپنے خاص ساتھی سے کہا:

" جادوگر پجاری کو جا کر خبر کرو کہ ہم نے اسے یاد کیا ہے۔ ہم پر جو مصیبت پڑی ہے، اُسے بتا دینا۔"

اُس آدمی کے ساتھ ہی ماریا بھی محل سے باہر نکل آئی۔ محل سے باہر آکر اس آدمی نے گھوڑا دوڑا دیا۔ ماریا اُس کے ساتھ ساتھ ہوا میں اُڑتی جا رہی تھی۔

اُدھر زبردست جادو کی طاقت والا جادوگر پجاری دریا کے اوپر والی چٹان کے مندر میں رات کے پچھلے پہر دیوی کی پوجا کے کے لیے اُٹھا۔ اس نے دیوی کے بُت کے آگے سات بار سر جھکایا اور پھر اپنے مُنڈے ہوئے سر پر کیسری رنگ کا لمبا تلک لگایا۔ اچانک دیوی کے بُت کی آنکھوں میں روشنی ہو گئی۔ جادوگر پجاری نے دیوی کی طرف دیکھ کر ہاتھ جوڑے اور کہا:

" کیا حکم ہے دیوی؟"

دیوی نے کہا:

" راجکمار گم ہو گیا ہے۔ وزیر اسے ہلاک نہیں کر سکا۔ وزیر خاص آدمی تمہارے پاس آ رہا ہے۔"

جادوگر پجاری نے حیرانی سے کہا:

" راجکمار گم ہو گیا ہے۔ یہ تو بڑی بُری بات ہو گئی۔ راجکمار اس وقت کہاں ہو گا؟"

دیوی نے کہا:

وزیر کے آدمی کے ساتھ ساتھ ایک ایسی عورت تمہیں تباہ و برباد کرنے آ رہی ہے۔ جو پانچ ہزار سال سے زندہ ہے اور غائب ہے۔ اُسے کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ تم بھی نہیں دیکھ سکتے۔ اس عورت نے راجکمار کو کسی جگہ چھپا دیا ہے۔ چونکہ راجکمار پر اس عورت کا سایہ پڑ گیا ہے اس لیے اس کا میں بھی پتا نہیں چلا سکتی کہ راجکمار کہاں ہے۔"

جادوگر پجاری بولا:

" میں اس عورت کو اپنے منتروں سے بھسم کر دوں گا۔"

دیوی نے کہا:

" نہیں، تم میری مدد کے بغیر اس عورت پر قابو نہیں پا سکتے۔"

جادوگر پجاری نے کہا:

" تو میری مدد کرو اے دیوی، تاکہ میں اس غیبی عورت کو جو کہ میری دشمن ہے، قتل کر دوں۔"

دیوی بولی:

" اس عورت کا نام ماریا ہے۔ اُسے دنیا کی کوئی طاقت ہلاک نہیں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کر سکتی — ہاں میری مدد کے ساتھ تم اسے اپنے مندر میں قابو کر کے قید میں بند رکھ سکتے ہو۔

دیوی نے کہا:

"تم فوراً یہاں سے دریا کے کنارے گھاٹ پر چلے جاؤ، وہاں ایک کشتی تمہارا انتظار کر رہی ہے — اس میں سوار ہو کر دریا کے درمیان میں جا کر میرا منتر جو میں تمہیں بتاؤں، اسے سات بار پڑھو — تم اژدہا سانپ بن جاؤ گے — ماریا تمہاری تلاش میں اس کشتی میں آئے گی — سانپ بن کر تم اُسے دیکھ سکو گے، پھر تم اُسے گردن پر ڈس دینا جونہی تمہارا زہر اس کے جسم میں داخل ہوا، وہ اپنا آپ بھول کر تمہاری غلام بن جائے گی — پھر تم جو اسے حکم دو گے، وہ اس پر عمل کرے گی — اب جلدی سے چلے جاؤ — ماریا مندر میں پہنچنے ہی والی ہے۔"

جادوگر پجاری کو دیوی نے جادو کا خفیہ منتر بتایا اور اُس کی آنکھوں کی روشنی بجھ گئی۔ جادوگر پجاری اسی وقت مندر سے نکل کر دریا کے گھاٹ کی طرف روانہ ہو گیا —

دریا پر ایک کشتی کھڑی تھی — وہ کشتی میں سوار ہوا اور اُسے دریا کے پاٹ میں لے گیا — دریا کے بیچ میں جا کر اس نے دیوی کا منتر سات بار پڑھا اور وہ انسان سے سیاہ رنگ کا ایک اژدہا سانپ بن گیا —

جادوگر پجاری کی ایک فٹ لمبی پتلی دو شاخوں والی زبان بار بار باہر نکل رہی تھی — اور وہ پھنکار رہا تھا — وہ کشتی میں ایک طرف چھپ کر ماریا کا انتظار کرنے لگا —

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماریا اور جادوگر سانپ

ماریا وزیر کے آدمی کے ساتھ مندر میں پہنچ گئی۔

جادوگر پجاری وہاں نہیں تھا۔ وزیر کے آدمی نے اُسے اِدھر اُدھر آوازیں۔ جب وہ کہیں نہ ملا تو نیچے دریا کی طرف دیکھا۔ دریا کے بیچ میں ایک کشتی دکھائی دی جو آہستہ آہستہ کنارے کی طرف آرہی تھی۔ مگر اس میں کوئی انسان نظر نہیں آرہا تھا۔ وزیر کے آدمی نے سوچا کہ شاید جادوگر پجاری گھاٹ پر نہانے گیا ہے۔

وہ دریا کی طرف آگیا۔ ماریا بھی اس کے ساتھ تھی۔ کشتی اپنے آپ بہتی کنارے پر آن لگی۔ وزیر کا آدمی کشتی میں سوار ہو کر اُسے دریا کے دوسرے کنارے کی طرف لے جانے لگا۔ اس کا خیال تھا کہ جادوگر پجاری دریا کے دوسرے کنارے پر ہوگا۔

جادوگر پجاری اژدہا کی شکل میں کشتی کے اندر ہی چھپا ہوا تھا اور ماریا کا انتظار کر رہا تھا کہ وہ کشتی میں آکر بیٹھے اور وہ اُسے ڈس دے۔ جادوگر پجاری نے اُسے دیکھ لیا تھا۔ ماریا کا رنگ [illegible] تھا۔ اور اس کے سنہری بال لمبے تھے۔ وہ ایک خوبصورت لڑکی

ماریا ہوا میں کشتی کے اوپر اوپر اڑتی جا رہی تھی۔

جادوگر پجاری نے دل ہی دل میں دیوی کا خیال کیا اور اُس سے التجا کی کہ وہ ماریا کے دل میں کشتی پر سوار ہونے کا خیال ڈالے۔ وزیر کا آدمی چپّو چلاتے ہوئے کشتی کو دریا کے دوسرے کنارے کی طرف لیے جا رہا تھا۔ جوں ہی کشتی دریا کے بیچ میں پہنچی، ماریا کے دل میں خیال آیا کہ اسے کشتی میں جا کر بیٹھ جانا چاہیے تھا۔ وہ ہوا میں سے اُتر کر کشتی میں آکر دوسرے کونے میں بیٹھ گئی۔

جادوگر پجاری بہت خوش ہوا۔ دیوی اس کی برابر مدد کر رہی تھی۔ ماریا بڑے اطمینان سے بیٹھی تھی۔ اُس کے خواب میں بھی یہ بات نہیں آسکتی تھی کہ کوئی اُسے بھی دیکھ سکتا ہے۔ جادوگر پجاری اُسے برابر دیکھ رہا تھا اور ڈسنے کے لیے موقع کی تلاش میں تھا۔

آخر جادوگر پجاری کو موقع مل گیا۔ ماریا کا دھیان دوسری طرف ہوا تو جادوگر پجاری اژدہا سانپ کی شکل میں باہر نکل آیا۔ اس نے جو پھنکار ماری تو وزیر کے آدمی کی جان ہی نکل گئی۔ اُس نے چپّو اُٹھا کر سانپ پر حملہ کر دیا لیکن سانپ نے اسے اپنی لپیٹ میں لے کر کشتی میں گرا دیا۔ سانپ کی پھنکار پر ماریا نے چونک کر پیچھے گردن موڑی تو کیا دیکھتی ہے کہ ایک بہت بڑا سیاہ سانپ وزیر کے آدمی کے گرد کنڈل مارے اسے کشتی میں گرائے ہوئے ہے اور اس کی طرف پھنکاریں مارتا ہوا بڑھ رہا ہے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماریا نے گرا ہوا چپو اٹھایا اور سانپ کی گردن پر حملہ کیا۔ سانپ بھی غافل نہیں تھا۔ اس نے گردن نیچے کر لی۔ ماریا حیران تھی کہ یہ کیسا سانپ ہے جو اسے دیکھ رہا ہے، کیونکہ سانپ ٹھیک ماریا کی سیدھ کی طرف بڑھ کر اسے ڈسنے کی کوشش کر رہا تھا۔ جادوگر سانپ نے ایک جھکولا کھایا اور لپک کر ماریا کی گردن پر ڈس دیا۔

ماریا کی گردن پر سانپ کے دانت لگے تو وہ دنگ رہ گئی کہ یہ سب کچھ کیسے ہو گیا۔ زہر نے اس کے جسم میں داخل ہو کر جادو کا اثر کر دیا اور اسے یوں لگا جیسے اس کا سارا جسم سو گیا ہے۔ اسے کچھ یاد نہ رہا کہ وہ کون ہے اور وہاں کیا کرنے آئی تھی۔ وہ کشتی میں اپنی جگہ پر کھڑی سانپ کو دیکھ رہی تھی۔

جادوگر پجاری نے دوبارہ انسان کی شکل اختیار کر لی۔ وزیر کا آدمی اس کی طاقت ور گرفت میں آ کر ہلاک ہو چکا تھا۔ جادوگر پجاری نے اسے دریا میں پھینک دیا۔ اور ماریا کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھتے ہوئے بولا:

"ماریا، اب تو میری غلام ہے۔ تم وہی کرو گی جو میں حکم دوں گا۔ کیا تم تیار ہو؟"

ماریا کے منہ سے جیسے اپنے آپ نکل گیا:

"میں تمہارا حکم بجا لانے کے لیے تیار ہوں۔ میں وہی کروں جو تم مجھے کہو گے۔"

جادوگر پجاری بولا:

"تم نے دیکھ لیا ہے کہ میں تم سے زیادہ طاقت ور ہوں۔ تمہیں کوئی نہیں دیکھ سکتا، مگر میں تمہیں دیکھ رہا ہوں اور میں نے تمہیں جادو کے زور سے اپنے قابو میں بھی کر لیا ہے۔"

ماریا بولی:

"ہاں اے جادوگر! میں تمہاری طاقت کو مانتی ہوں۔ تم مجھ سے زیادہ طاقت ور ہو۔"

جادوگر پجاری نے کہا:

"پہلی بات مجھے یہ بتاؤ کہ راجکمار اس وقت کہاں ہے۔"

ماریا نے کہا:

"یہ تو میں بھول گئی ہوں۔ میری یادداشت گم ہو چکی ہے۔ مجھے کچھ بھی یاد نہیں کہ تم کس راجکمار کی بات کر رہے ہو۔"

جادوگر پجاری نے سر پکڑ لیا۔ اس کو اس بات کا خیال ہی نہیں رہا تھا کہ جب وہ ماریا کو ڈسے گا اور وہ اپنی یادداشت کھو بیٹھے گی تو وہ راجکمار کے ٹھکانے کو بھی بھول جائے گی۔ مصیبت یہ تھی کہ راجکمار پر ماریا کا سایہ پڑ چکا تھا۔ اس کے سائے کی وجہ سے جادوگر اس کا کھوج نہیں لگا سکتا تھا۔ اس کا جادو بے بس تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جادوگر پجاری نے ماریا سے کہا:

"چلو اوپر میرے مندر میں چلو — وہاں چل کر میں تمہیں دوسرا حکم دوں گا۔"

ماریا کشتی سے اُتر کر دریا پر چلنے لگی۔ جادوگر پجاری بھی کشتی چھوڑ کر دریا پر چلنے لگا — وہ بہت بڑا جادوگر تھا اور اس کے لیے دریا پر چلنا کوئی مشکل کام نہیں تھا۔ مندر میں پہنچ کر جادوگر پجاری نے کو ایک کوٹھری میں جانے کو کہا — ماریا کوٹھری میں گئی تو جادوگر نے اس کا دروازہ بند کر کے باہر تالا لگا دیا —

ماریا اب جادوگر کے قبضے میں آ چکی تھی — وہ اس کی مرضی کے بغیر کوٹھری سے ایک قدم بھی باہر نہیں نکال سکتی تھی — ماریا کوٹھری کے اندھیرے میں ایک نیلی عورت کا بُت بن کر کھڑی تھی۔ اسے نہ عنبر یاد آ رہا تھا اور نہ ناگ کا خیال ہی آ رہا تھا —

صبح ہو گئی۔ جادوگر پجاری نے دیوی کو بُلا کر بتایا کہ ماریا کو اس نے قید کر لیا ہے، لیکن وہ راجکمار کا ٹھکانا بھول گئی ہے — اب راجکمار کو کیسے تلاش کیا جائے —

دیوی نے کہا:

"اپنے وقت پر راجکمار بھی آ جائے گا — ابھی تم ماریا کو کوٹھری میں بند رکھو، کیونکہ اگر کوٹھری سے نکل گئی تو تمہاری زندگی خطرے

میں پڑ جائے گی، کیونکہ ماریا یہ سفر تنہا نہیں طے کر رہی۔ اس کے دو بھائی ناگ اور عنبر بھی اس کے ساتھ ہیں، جن کے آگے تمہارا بھی جادو نہیں چل سکے گا اور وہ تمہیں ہلاک کر ڈالیں گے۔"

جادوگر پجاری نے جلدی سے کہا:

"میں ماریا کو کوٹھری میں ہی بند رکھوں گا — اگر اس سے کوئی کام لوں گا تو اس کی خود نگرانی کروں گا۔"

دن کافی نکل آیا تو وزیر کا ایک آدمی جادوگر پجاری کو بُلانے آ گیا — جادوگر پجاری محل میں پہنچا تو وزیر نے بتایا کہ راجکمار غائب ہو گیا ہے —

جادوگر پجاری نے کہا:

"اے وزیر! مجھے سب کچھ معلوم ہو چکا ہے — تم فکر نہ کرو۔ میں بہت جلد راجکمار کو تلاش کر کے تمہاری خدمت میں پیش کر دوں گا۔"

وزیر نے حیرانی سے کہا:

"کیا تم اپنے جادو کے ذریعے راجکمار کا پتا نہیں چلا سکتے؟"

جادوگر پجاری نے کہا:

"اس میں ایک خاص راز ہے جو میں تمہارے آگے بیان نہیں کر سکتا، لیکن میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ راجکمار مجھ سے بھاگ کر کہیں نہیں جائے گا اور تم بے فکری سے تخت پر بیٹھ کر راج کرو۔ تمہارے محل کو کوئی خطرہ نہیں ہے، میں تمہارے ساتھ ہوں۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وزیر خوش ہوگیا۔ یہی وہ چاہتا تھا۔

اُدھر راجکمار پہاڑی کے اُوپر چھوٹے غار میں چھپا ہوا تھا۔ جب اُسے غار میں چھپے چار دن گزر گئے تو وہ مادیا کی طرف سے نا اُمید ہوگیا۔ کہ اب وہ نہیں آئے گی۔ اسے یہ بھی پریشانی تھی کہ کہیں وزیر کے سپاہی اسے تلاش کرتے کرتے غار میں آکر اُسے پکڑ کر قتل نہ کر دیں۔

"مجھے یہاں سے نکل جانا چاہیے۔"

راجکمار نے سوچا: چنانچہ پانچویں رات وہ پہاڑی غار سے نکل کر دریا کے گھاٹ پر آگیا۔ وہاں ایک کشتی پڑی تھی۔ راجکمار اس میں سوار ہوا اور دریا کے بہاؤ پر آگے کی طرف سفر شروع کر دیا۔ پہاڑوں میں بارشوں کی وجہ سے دریا میں سیلاب آیا ہوا تھا اور دریا کا پانی بڑی تیزی سے بہہ رہا تھا۔

راتوں رات کشتی راجکمار کو لے کر ایک ہری بھری وادی میں پہنچ گئی، جس کے دونوں طرف گھنے جنگل تھے۔

راجکمار کو بھوک لگ رہی تھی۔ دن کافی چڑھ آیا تھا۔ آسمان پر بادل ہی بادل تھے۔ بارش نہیں ہو رہی تھی۔ راجکمار کشتی کو کنارے پر لے آیا۔ ایک جگہ کشتی جھاڑیوں میں کھڑی کر کے راجکمار جنگل میں گیا، تاکہ کچھ جنگلی پھل کھا کر اپنی بھوک مٹا سکے۔ یہاں کھوپڑا اور انجیر کے بے شمار درخت تھے۔ راجکمار نے کچھ انجیریں کھائیں اور واپس دریا کنارے

آکر جھاڑیوں کے پاس بیٹھ گیا۔

دُور سے چند ایک گھوڑ سوار سپاہی آتے نظر آئے۔ راجکمار کو خیال آیا کہ کہیں یہ وزیر کے سپاہی نہ ہوں۔ وہ جلدی سے کشتی میں سوار ہوا اور کشتی کو دریا کی لہروں کے سپرد کر دیا۔ کشتی تیز لہروں پر آگے کی طرف سفر کرنے لگی۔ شام کو اس نے پھر کنارے پر آ کر کچھ جنگلی پھل وغیرہ کھائے اور دوبارہ دریا کا سفر شروع کر دیا۔ کشتی رات بھر دریا میں بہتی رہی۔ اسی طرح دریا میں تین دن سفر کرنے کے بعد راجکمار ایک شہر کے قریب آگیا۔ دریا شہر کی دیوار کے ساتھ لگ کر گزر رہا تھا۔

راجکمار ایک جگہ کشتی سے اُتر آیا اور شہر کی طرف چل پڑا۔ یہ سندھ کے علاقے کا کوئی شہر تھا، جس کے اندر بڑی چہل پہل تھی۔ راجکمار کے پاس کچھ بھی نہیں تھا۔ جنگلی پھل اس کی بھوک نہیں مٹا سکے تھے۔ وہ شاہی محلوں میں اعلیٰ کھانے کھاتا رہا تھا۔ پہلی بار اسے فاقہ آیا تھا۔ جو اس سے برداشت نہیں ہو رہا تھا۔ وہ شہر کی ایک سرائے کے مالک کے پاس آگیا اور اس سے کہا:

"بھائی، میرا نام رام پرشاد ہے۔ میں یتیم ہوں اور روزگار کی تلاش میں یہاں آیا ہوں۔ کیا مجھے کوئی کام اور رہنے کو جگہ مل جائے گی؟"

سرائے کا مالک بھی ہندو تھا۔ اس نے دیکھا کہ ایک نوجوان ہندو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لڑکا پریشان ہے تو اس کے دل میں رحم آگیا۔ اُس نے کہا:

"چوری تو نہیں کرو گے؟"

راجکمار نے مسکرا کر کہا:

"ایسا کام میں نے زندگی میں کبھی نہیں کیا اور کبھی نہیں کر سکتا۔"

سرائے کے مالک نے کہا:

"ٹھیک ہے، آج سے تم میرے نوکر ہو۔ سرائے کی چاروں کوٹھریوں کی صفائی ستھرائی کرنا تمہارا کام ہوگا۔ تمہیں کھانے کے علاوہ دو روپے ماہوار ملیں گے۔ یہیں کسی جگہ رات کو سو جایا کرنا۔"

راجکمار بڑا خوش ہوا۔ کیونکہ اُسے سر چھپا کر کچھ سوچنے کا موقع مل گیا تھا۔ اُس کی ایک ہی امید تھی اور ایک ہی ہمدرد تھی۔ اس کا نام ماریا تھا۔ وہ یہاں بیٹھ کر ماریا کا انتظار کر سکتا تھا۔ کیونکہ اس کی مدد کے بغیر وہ اپنے راج محل میں واپس نہیں جا سکتا تھا۔ اُسے کچھ خبر نہیں تھی کہ ماریا خود ایک بھاری مصیبت میں پھنس چکی ہے اور جادوگر پجاری کی غلام بن کر اُس کی قید میں کوٹھری کے اندر پڑی ہے۔

دوسری طرف ناگ عباسی خلیفہ کے عہد حکومت کے بغداد کے صحرا میں دریائے دجلہ کے کنارے سے عقاب کی صورت میں شہر بغداد کی طرف اُڑا چلا جا رہا ہے۔ چنگیز خان کا خونی حملہ ہونے والا ہے۔

ناگ بغداد شہر کے ایک باغ میں اُتر آیا۔

عباسی خلیفہ کے زمانے کا بغداد بہت بڑا شہر تھا۔ لوگ خوشحال تھے۔ ناگ انسانی شکل بنا کر شہر میں آگیا۔ وہ بھی عنبر اور ماریا کی تلاش میں تھا۔ وہ ایک سرائے میں آکر ٹھہر گیا۔ یہاں اس نے پہلا کام یہ کیا کہ اپنا انقلاب فرانس کے زمانے کا لباس اتار کر پھینک دیا اور عربی لباس پہن لیا۔ دن کے وقت وہ بغداد شہر کے گلی کوچوں میں گھوم پھر کر عنبر ماریا کو تلاش کرتا اور رات کو آکر سرائے میں سو جاتا۔ وہ کچھ دیر اس شہر میں عنبر ماریا کا انتظار کرنے کے بعد کسی دوسرے ملک کو نکل جانا چاہتا تھا، تاکہ اپنے ساتھی دوستوں کا وہاں کھوج لگا سکے۔

اب ہم عنبر کی طرف آتے ہیں کہ وہ کس جگہ آکر گرا تھا۔ تاریخ نے چار سو سال پیچھے کی طرف جھٹکا کھایا اور کالی آندھی چلی اور عنبر کا ہاتھ ماریا کے ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ تو وہ سیاہ آندھی کے اندھیروں میں گم ہو کر تنکے کی طرح ہواؤں میں اُڑنے لگا۔ رات کا وقت تھا، وہ سمجھ گیا کہ تاریخ نے پیچھے کی طرف چھلانگ لگائی ہے اور یہ چھلانگ چار پانچ سو سال سے کم نہیں ہوگی۔ ناگ کہیں ہوگا اور ماریا کہیں دوسرے ملک میں جا کر گر پڑے گی۔ عنبر نے دیکھا کہ آندھی کی رفتار کم ہو گئی ہے اور اندھیرا بھی چھٹ رہا ہے۔ اس نے نیچے دیکھا۔ اس کے نیچے سمندر تھا۔ عنبر کو یقین ہو گیا کہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وہ سمندر میں گرے گا۔ وہ ہوا میں سیدھا کھڑا تھا اور نیچے جا رہا تھا۔ سمندر اسی کے قریب آ رہا تھا۔ بڑی بڑی لہریں اسے نگلنے کے لیے اوپر کو اچھل رہی تھیں۔

عنبر غڑاپ کے ساتھ سمندر میں گر گیا۔ لہروں نے اُسے فوراً ہی نگل کر نیچے پہنچا دیا۔ انہیں کیا معلوم تھا کہ وہ عنبر کو نہیں نگل سکتیں۔ سمندر کے کافی اندر جا کر عنبر رُک گیا اور پھر اچھل کر اوپر آ گیا۔ اب وہ سمندر کی موجوں کے بستر پر سیدھا لیٹ گیا اور موجیں اُسے لے کر کنارے کی طرف بڑھنے لگیں جو وہاں سے پچاس میل کے فاصلے پر تھا۔ دھوپ نکلی ہوئی تھی۔ آسمان کا رنگ نیلا تھا۔ اس سے عنبر نے اندازہ لگا لیا کہ وہ مشرق کے کسی سمندر میں ہے، کیونکہ مغرب کی طرف آسمان کا رنگ اتنا نیلا نہیں ہوتا۔

سارا دن موجیں اسے لے کر سفر کرتی رہیں۔ آخر جب سورج مغرب کی طرف سمندر میں غروب ہو رہا تھا تو ایک ماہی گیر نے عنبر کو دیکھ لیا اور اپنی کشتی لے کر اس کی طرف بڑھا۔ وہ یہ سمجھا کہ کوئی لاش سمندر میں تیر رہی ہے۔ قریب آیا تو عنبر نے تیرنا شروع کر دیا۔ ماہی گیر نے عنبر کو کشتی پر اٹھا لیا اور اس سے پوچھا کہ وہ سمندر میں کب سے گرا ہوا ہے اور ابھی تک زندہ کیسے ہے؟ عنبر نے اُسے بتایا کہ دن کے وقت وہ ایک بادبانی جہاز سے گر پڑا تھا۔ عنبر نے معاملہ گول کر دیا۔ وہ ماہی گیر سے یہ معلوم کرنے کے لیے

بے تاب تھا کہ وہ ملک کون سا ہے جس کا ساحل تھوڑے فاصلے پر نظر آ رہا تھا اور اس ملک پر کس بادشاہ کی حکومت ہے تاکہ وہ یہ پتا چلا سکے کہ وہ تاریخ میں کتنے سو سال پیچھے آ گیا ہوا ہے۔ ماہی گیر کا رنگ گہرا سانولا اور بال گھنگھریالے تھے۔ وہ مکرانی تھا۔

عنبر نے پوچھا:

"یہ کون سا ملک ہے؟"

ماہی گیر نے حیرت سے عنبر کو دیکھا اور کہا:

"تم کس ملک سے جہاز پر بیٹھے تھے؟"

عنبر نے کہا:

"میں روم کے ملک سے افریقہ جا رہا تھا۔"

ماہی گیر نے کہا:

"اس وقت تم ہندوستان کے ملک کے ساحل کے قریب ہو۔"

عنبر نے پوچھا:

"یہاں کونسا بادشاہ حکومت کرتا ہے؟"

ماہی گیر نے کہا:

"اس وقت ہندوستان میں التمش بادشاہ کی حکومت ہے۔ کیا تمہیں کچھ بھی معلوم نہیں؟"

عنبر مسکرا کر بولا:

"اور تو سب کچھ معلوم ہے، بس یہی معلوم نہیں تھا۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماہی گیر نے عنبر کو کنارے پر پہنچا دیا۔ یہ اس وقت کی بندر[illegible] کراچی تھی جسے کلاچی کہا جاتا تھا۔ جنوبی سمندروں کو جانے والے بادبانی جہاز کھڑے تھے۔ آج سے سات سو سال پہلے کے ماہی گیر سمندر میں کشتیاں لیے مچھلیاں پکڑ رہے تھے۔ کوئی بجلی کا کھمبا، بجلی کا بلب، ٹی وی کا انٹینا، بجلی اور ٹیلی فون کی تاریں دکھائی نہیں دے رہی تھیں۔ کوئی کارخانہ نہیں تھا جس کی اونچی چمنی میں سے دھواں نکل رہا ہو۔ یہ زمانہ ابھی سات سو سال بعد آنے والا تھا۔ کراچی ایک بڑے قصبے کی طرح لگ رہا تھا۔ سڑکیں پتھروں کی بنی ہوئی تھیں، جن پر کاروں بسوں رکشوں اور سکوٹروں کی جگہ بیل گاڑیاں اور اونٹ گاڑیاں چل رہی تھیں۔ لوگ عربی لباس پہنے ہوئے تھے۔ کوئی کوئی غیر ملکی رومن لباس میں بھی دکھائی دے جاتا تھا۔ عنبر کا لباس انقلاب فرانس کے زمانے کا تھا۔ بازار میں ہر کوئی اس کی طرف تعجب کی نظروں سے دیکھتا تھا کہ یہ نوجوان کس قسم کا لباس پہن کر پھر رہا ہے۔ عنبر کو خود عجیب سا لگ رہا تھا۔ اس کے پاس انقلاب فرانس کے زمانے کے چند ایک سکے تھے، جو اب بے کار تھے، مگر وہ چاندی کے سکے تھے اور صراف بازار میں بک سکتے تھے۔ عنبر نے ایک دکاندار کو سکے دکھائے تو اس نے گول گول ڈیلے گھما کر پوچھا:

"برخوردار، یہ کس زمانے کے سکے ہیں؟"

اب عنبر اسے کیسے بتاتا کہ یہ آنے والے زمانے کے سکے ہیں۔ کیونکہ پرانے سکے تو گزرے ہوئے زمانے کے ہوتے ہیں۔ آنے والے زمانے کے سکوں کا تو کسی کو خیال بھی نہیں آسکتا تھا۔ عنبر نے یونہی گول مول سا جواب دے دیا۔

"یہ میرے والد صاحب کو ایک زمین کی کھدائی میں ملے تھے:"

دکاندار نے سکوں کو الٹ پلٹ کر دیکھتے ہوئے کہا:

"مگر اس پر تو ۱۳۰۱ء لکھا ہے جس کا مطلب ہے کہ یہ آنے والے زمانے کے سکے ہیں۔"

عنبر نے کہا:

"اصل میں ان پر میں نے سن کھود ڈالا تھا۔ یونہی ذرا مذاق کے لیے۔ تم اسے خرید لو۔ چاندی اصلی ہے۔"

"وہ تو میں دیکھ رہا ہوں کہ اصلی چاندی ہے۔ اچھا میں تمہیں سو تنکے دیتا ہوں۔"

اس زمانے میں ہندوستان میں چاندی کے سکے کو تنکہ کہا جاتا تھا۔ ایک تنکہ آج کے ایک سو روپے سے بھی زیادہ کا تھا۔ عنبر نے تنکے لیے اور دوسرے بازار میں جا کر ایک دکان سے عربی لباس خرید کر پہن لیا۔ وہ رات اس نے ایک سرائے میں کاٹی۔ دوسرے روز اسے خبر ملی کہ ایک قافلہ دریائے سندھ کے ساتھ ساتھ ملک پنجاب کی طرف جا رہا ہے۔ عنبر نے سوچا کہ ہو سکتا ہے ماریا بھی اسی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

زمین پر آگے جا کر کہیں گری ہو۔۔۔ کیونکہ وہ دونوں اکٹھے تھے۔ جب آندھی انہیں زمین سے اٹھا کر اوپر لے گئی اور پھر اُن کے ہاتھ چھوٹ گئے اور وہ الگ الگ ہو کر گر پڑے۔۔۔ تو پھر کیوں نہ اس قافلے کے ساتھ ملک پنجاب تک کا سفر کیا جائے۔ ہو سکتا ہے ماریا کا کوئی سراغ مل جائے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ناگ بھی یہیں کہیں مل جائے۔۔۔ اگرچہ وہ اُسے فرانس میں چھوڑ کر آئے تھے۔ مگر اس بات کو اب سات سو سال گزر چکے تھے اور ناگ بھی تاریخ کی چھلانگ کے ساتھ ہی پیچھے کی طرف جا چکا ہوگا۔

پس عنبر قافلے کے ساتھ شامل ہو گیا۔۔۔

اس قافلے میں سولہ اونٹ اور بارہ گھوڑے تھے۔۔۔ اونٹوں پر تجارت کا سامان لادا ہوا تھا۔۔۔ گھوڑوں پر عورتیں سوار تھیں۔ مرد اونٹوں پر اور کچھ پیدل اور کچھ گدھوں پر ساتھ چل رہے تھے۔ عنبر ایک اونٹ پر بیٹھا تھا۔۔۔ قافلہ دریائے سندھ کے کنارے پر آہستہ آہستہ سفر کرتا رہا۔۔۔ عنبر کو ۱۹۸۰ عیسوی کا کراچی شہر یاد آگیا، جب لاہور سے کراچی تک اور کراچی سے پشاور تک ریل کی پٹڑیوں کا جال بچھا تھا اور ان پر تیز رفتار ریل گاڑیاں چلا کرتی تھیں اور آسمان پر جیٹ ہوائی جہازوں میں لوگ سفر کرتے تھے۔ اگر ان قافلے والوں کو خبر ہو جائے کہ سات سو سال بعد لوگ آسمان میں سفر کیا کریں گے تو انہیں کبھی یقین نہ آئے۔۔۔

قافلہ آگے بڑھتا رہا۔۔۔ جیسا اونٹ کتنی تیز چل سکتے ہیں۔ چھ دن کے بعد یہ قافلہ راستے میں کہیں کہیں پڑاؤ کرتا دریائے کنارے ایک شہر کے باہر آکر رک گیا۔۔۔ یہاں سوداگر اپنا سامان بیچنے اور دوسرا سامان خریدنے لگے۔۔۔

اسی شہر میں وہ سرائے تھی، جس میں راجکمار نوکر بن کر کام کرتا تھا اور اس نے اپنا نام رام پرشاد رکھا ہوا تھا۔۔۔ اتفاق کی بات کہ قافلہ اسی سرائے کے باہر آکر رکا۔۔۔ عنبر نے اسی سرائے کی چھت پر ایک تخت ڈلوا لیا اور کھانا کھا کر تخت پر جا کر لیٹ گیا۔۔۔ چاند نکلا ہوا تھا۔ دریا کی طرف سے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا آ رہی تھی۔۔۔ راجکمار اس کے لیے دودھ کا پیالہ لے کر آ گیا۔۔۔ عنبر نے پوچھا:

"یہ تم کس لیے لائے ہو۔۔۔ میں نے تو دودھ لانے کے لیے نہیں کہا تھا۔"

راجکمار بولا:

"جناب ہمارے مالک کا یہ دستور ہے کہ جو کوئی اس کی سرائے میں آکر ٹھہرتا ہے، رات کو اسے ٹھنڈا دودھ مفت پیش کیا جاتا ہے۔"

عنبر نے راجکمار کی طرف غور سے دیکھا اور محسوس کیا کہ اس کا چہرہ نوکروں والا کرخت اور سخت نہیں ہے، بلکہ چہرے پر شائستگی اور اعلیٰ خاندان کی چمک دمک تھی۔۔۔ عنبر دودھ لے کر پینے لگا۔ اس نے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

راجکمار سے پوچھا:

"تمہارا نام کیا ہے؟"

راجکمار نے کہا:

"رام پرشاد! میں پنجاب کے پہاڑی علاقے سے یہاں آیا ہوں۔"

عنبر نے کہا:

"لگتا ہے تم کسی اچھے خاندان کے چشم چراغ ہو۔ تمہارے ماں باپ کہاں ہیں؟"

"وہ مر چکے ہیں — میں یتیم ہوں۔"

عنبر نے افسوس کا اظہار کیا — راجکمار جلدی سے اپنی جان چھڑا کر چلا گیا — اُسے ڈر تھا کہ کہیں یہ بھی وزیر کا کوئی جاسوس نہ ہو جو اس کا کھوج لگانے مسافر کا بھیس بدل کر وہاں آگیا ہو — عنبر بھی راجکمار کو بھول گیا، کیونکہ امیر خاندان کے لڑکے بھی ماں باپ کے مرنے کے بعد غریب ہو جاتے ہیں —

قافلے کو اس شہر میں تین دن ٹھہرنا تھا — دو روز گزر چکے تھے۔ تیسرے دن دوپہر کے وقت لوگ کھانا کھا رہے تھے۔ عنبر کو کھانے پینے کی کوئی ضرورت نہیں تھی — وہ ویسے ہی شوق کی خاطر کھا پی لیا کرتا تھا — وہ دریا کنارے ٹہلنے کے لیے نکل گیا، کیونکہ اس روز موسم بڑا خوشگوار تھا۔ بادل چھائے ہوئے تھے اور ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ دریا پر بگلوں کی قطاریں اُڑی جا رہی تھیں — جنگل میں پرندے

چہچہا رہے تھے اور جنگلی پھولوں کی خوشبو اڑ رہی تھی — عنبر دریا کنارے سے ہٹ کر جنگل میں آکر ایک گھنے درخت کے نیچے لیٹ گیا۔ موسم ایسا خوشگوار اور پیارا تھا کہ اُسے نیند آنے لگی —

ابھی وہ اونگھ ہی رہا تھا کہ اسے گھوڑوں کے ٹاپوں کی آواز سنائی دی — یہ آوازیں دریا کے پاس آکر رُک گئیں — عنبر نے لیٹے لیٹے سر اٹھا کر دیکھا — تھوڑی دُور دریا کے کنارے پر دو گھوڑ سوار گھوڑوں پر بیٹھے باگیں کھینچے کھڑے تھے اور دریا کے کنارے پر آباد شہر کی طرف دیکھ رہے تھے — ایک نے کہا:

"یہی وہ شہر ہو سکتا ہے، کیا خیال ہے تمہارا؟"

دوسرے گھوڑ سوار نے کہا:

"شاہی نجومی نے جو نقشہ بتایا ہے، وہ تو بالکل ٹھیک ہے — دریا بھی ہے، کنارے پر شہر بھی آباد ہے — پاس جنگل بھی ہے، میرا تو خیال ہے کہ راجکمار اسی شہر میں کسی جگہ چھپا ہوا ہے — آؤ چل کر تلاش کرتے ہیں۔"

پہلا گھوڑ سوار کہنے لگا:

"وہ ہمیں پہچان لے گا — ہمیں پہلے کسی سرائے میں اتر کر اپنے بھیس بدل کر شہر میں اسے تلاش کرنا ہوگا۔"

دوسرا گھوڑ سوار بولا:

"وہ سامنے ایک سرائے لگتی ہے۔ کوئی قافلہ بھی اترا ہوا ہے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تو وہاں چل کر ٹھہر جاتے ہیں۔"

دونوں گھوڑ سوار شہر کی طرف روانہ ہو گئے۔ عنبر کے دماغ میں خیال آیا کہ یہ کس دلچسپ کو اغوا کرنے آئے ہیں۔ بھلا کسی ملک کے دلچسپ کو کیا پڑی ہے کہ اس شہر میں آ کر در بدر پھرے گا۔ لیکن یہ گھوڑ سوار تو بڑے یقین کے ساتھ آئے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ کوئی نہ کوئی دلچسپ اپنی جان بچا کر یہاں بھاگ آیا ہے۔ آتا ہے سمجھ گیا۔ عنبر نے سوچا اور آنکھیں بند کر لیں۔

عنبر اندھے کنویں میں

Sca

عنبر کی آنکھ لگ گئی۔

جب اُس کی آنکھ کھلی تو شام کا اندھیرا دریا پر چھا گیا تھا۔ وہ اُٹھا اور سرائے کی طرف چل پڑا۔ کیونکہ قافلہ صبح کو روانہ ہونے والا تھا۔ سرائے کا مالک رات کا کھانا مسافروں کے لیے تیار کر رہا تھا۔ عنبر نے اُسے کہا کہ رام پرشاد کے ہاتھ قہوہ بنا کر بھجوا دے۔

سرائے کا مالک بولا:

"میاں، رام پرشاد تو چلا گیا۔"

"کہاں چلا گیا، ابھی دوپہر کو تو یہاں سرائے میں ہی تھا۔"

سرائے کا مالک بولا:

"بھائی، ان نوکروں کا کوئی بھروسہ نہیں ہوتا۔ نہ جانے کہاں سے چوری چکاری کر کے آ جاتے ہیں۔ رام پرشاد بھی کوئی چور لگتا تھا۔"

عنبر نے پوچھا:

"کیا تمہاری چوری کر کے بھاگ گیا ہے؟"

"خدا کا شکر ہے، میں بچ گیا۔ مگر اسے دو سپاہی پکڑ کر لے گئے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہیں — اگرچہ انھوں نے بھیس بدلا ہوا تھا مگر مجھے تو وہ سپاہی لگتے تھے۔ رام پرشاد انہیں دیکھ کر بھاگا مگر آخر پکڑا گیا — وہ اُسے اُٹھا کر گھوڑے پر ڈال کر لے گئے۔"

عنبر کا ماتھا ٹھنکا — کہیں یہ رام پرشاد راجکمار تو نہیں تھا۔ ضرور یہ وہی دو گھوڑ سوار تھے جو اس کے پاس کھڑے جنگل میں کسی راجکمار کو اغوا کرنے کی باتیں کر رہے تھے — اُسے رام پرشاد کی مدد کرنی چاہیے — نہیں تو وہ لوگ راجکمار کو ہلاک کر ڈالیں گے۔ بے چارہ کوئی مصیبت کا مارا راجکمار تھا — اس کی تو شکل سے ہی پتا چل جاتا تھا کہ کسی اعلیٰ شریف خاندان کی اولاد ہے —

عنبر نے پوچھا:

"وہ گھوڑ سوار کس طرف گئے ہیں؟"

"دریا کی طرف گھوڑے دوڑاتے غائب ہو گئے تھے — مگر تم کیوں پریشان ہو — کیا تمہارا وہ رشتے دار تھا؟"

"ہاں، کچھ ایسی ہی بات ہے۔"

اتنا کہہ کر عنبر سرائے سے باہر نکل آیا — سامنے درخت کے نیچے ایک سیاہ گھوڑا چر رہا تھا — وہ اچھل کر گھوڑے پر بیٹھا اور اُسے دریا کی طرف دوڑا دیا — دریا کنارے رات کا اندھیرا اُتر رہا تھا — اُس زمانے میں بجلی نہیں تھی — اس لیے سڑک پر کوئی روشنی نہیں ہوتی تھی —

بس کہیں کہیں میل دو میل کے بعد تیل کے بڑے بڑے چراغ جلا دیے جاتے تھے جو آندھی اور بارش میں اپنے آپ بجھ جاتے تھے —

عنبر گھوڑا دوڑائے چلا جا رہا تھا، کیونکہ سپاہی دوپہر کے بعد سرائے میں گئے تھے اور اب تک تو وہ راجکمار کو لے کر کافی دور نکل گئے ہوں گے — عنبر نے گھوڑے کو ایک پل کے لیے بھی کسی جگہ نہ روکا — اُسے دوڑاتا چلا گیا — کچی سڑک پر دور تک اندھیرا چھایا ہوا تھا — تاروں کی ہلکی ہلکی روشنی میں سڑک ایک پتلی لکیر کی طرح دور صحرا میں جاتی دکھائی دے رہی تھی — یہ دریائے سندھ کے کنارے کا صحرا تھا — جو دریا سے کافی ہٹ کر پھیلا ہوا تھا — عنبر یہ صحرا بھی عبور کر گیا — آدھی رات کو گھوڑا تھک کر گر پڑا — عنبر وہیں ایک درخت کے نیچے بیٹھ گیا — گھوڑے کو اس نے کھلا چھوڑ دیا — وہاں کہیں کہیں گھاس اُگا ہوا تھا اور پانی بھی تھا — جب گھوڑا خوب گھاس کھا کر پانی پی کر تازہ دم ہو گیا تو عنبر اس پر سوار ہوا اور آگے کو روانہ ہو گیا —

عنبر اسی طرح ساری رات سفر کرتا رہا — آخر وہ ایک جھیل پر پہنچ گیا — دن نکل آیا تھا — جھیل کے ارد گرد جھاڑیوں اور کیکر کے درختوں کا جنگل پھیلا تھا — گھوڑے نے پانی پیا اور گھاس چرنے لگا عنبر بھی جھیل کے کنارے ایک جگہ گھاس پر درخت سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا اور سوچنے لگا کہ سپاہی آخر کہاں غائب ہو گئے۔ اب تک

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

انہیں مل جانا چاہیے تھا۔ کہیں وہ کسی دوسرے راستے سے پنجاب کی طرف تو نہیں نکل گئے۔ مگر پنجاب کو جانے والا وہی ایک چھوٹا راستہ تھا اور سارے قافلے اسی راستے سے پنجاب کو جاتے تھے، پھر وہ لوگ راجکمار کو لے کر کہاں غائب ہو گئے؟

عنبر یہی سوچ رہا تھا۔ اصل بات یہ تھی کہ عنبر ان لوگوں سے آگے نکل آیا تھا۔ دونوں سپاہی راجکمار کو اغوا کر کے دوسرے راستے سے اسی جھیل کی طرف آ رہے تھے۔ عنبر نے دو گھوڑ سوار جھیل کے دوسرے کنارے پر درختوں میں جاتے دیکھے۔ وہ اٹھ کر بیٹھ گیا اور گھوڑ سواروں کو غور سے دیکھنے لگا۔ ایک گھوڑ سوار نے آگے کسی نوجوان کو ڈال رکھا تھا۔ یہی وہ سپاہی تھے جو راجکمار کو اغوا کر کے لیے جا رہے تھے۔ اور جن کی عنبر کو تلاش تھی۔ عنبر گھوڑے پر سوار ہو کر اوپر کا چکر لگا کر جھیل کے دوسرے کنارے کی طرف آ گیا۔

اُس نے دیکھا کہ دونوں سپاہی ایک جگہ درختوں کی چھاؤں میں بیٹھے ہیں۔ وہی سرائے والا لڑکا یعنی راجکمار سامنے زمین پر بیٹھا ہے۔ اس کے ہاتھ رسی سے بندھے ہوئے ہیں۔ گھوڑ سوار کچھ کھا رہے ہیں اور ہنس ہنس کر باتیں کر رہے ہیں۔ عنبر نے اپنے گھوڑے کو ایک طرف کر کے درختوں میں چھپا دیا۔ اور خود ایک فقیر کی طرح لنگڑاتا ہوا گھوڑ سوار سپاہیوں کی طرف بڑھا۔ عنبر نے اپنے بال کھول کر ماتھے پر ڈال لیے تھے۔ سواروں کے پاس پہنچ کر عنبر نے کہا:

"بابا، کچھ خدا کے نام کا مل جائے۔"

دونوں گھوڑ سوار چونک پڑے۔ انہوں نے عنبر کو غور سے دیکھا، ایک سپاہی نے پوچھا:

"تم کون ہو؟"

"بابا فقیر ہوں، خیرات مانگتا پھرتا ہوں۔"

سپاہی بولا:

"اس جنگل میں جہاں کوئی پرندہ بھی نہیں ہے، تم کہاں سے آ گئے؟"

راجکمار نے عنبر کو دیکھتے ہی پہچان لیا۔ مگر عنبر نے اس کی طرف دیکھ کر ہلکی سی آنکھ ماری اور آنکھوں ہی آنکھوں میں اُسے کہا کہ گھبرائے نہیں اور شور بھی نہ مچائے۔ خاموش رہے۔ راجکمار بالکل خاموش رہا۔ ایک سپاہی نے اٹھ کر عنبر کو سر کے بالوں سے پکڑ کر اس کا منہ زور سے اُوپر کر دیا اور چلّا کر کہا:

"بولو کون ہو تم۔ بتاؤ۔ نہیں تو ابھی تمہاری گردن اتار دوں گا۔"

اُس نے تلوار کھینچ لی تھی۔ راجکمار کا خوف کے مارے رنگ اڑ گیا تھا۔ مگر عنبر ذرا سا بھی پریشان نہیں ہوا۔ مسکرا کر بولا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"بابا فقیروں کو کیوں تنگ کرتے ہو، ہم تو بابا سائیں کے دربار کے ملنگ ہیں۔ چل پھر کر لوگوں سے خیرات لیتے ہیں۔"

دوسرا سپاہی بلند آواز سے بولا:

"یہ ایسے نہیں مانے گا۔ پہلے اس کی ایک انگلی کاٹ ڈالو۔"

پہلے سپاہی نے عنبر کا ہاتھ پکڑ کر اس کی انگلی دبائی اور اس پر تلوار کا وار کر دیا۔ تلوار انگلی پر زور سے پھر گئی، مگر انگلی اپنی جگہ پر موجود رہی۔ سپاہی نے دوسرا وار کیا۔ اس بار بھی عنبر کی انگلی کو کوئی نقصان نہ پہنچ سکا۔ عنبر نے آنکھیں بند کر کے ہاتھ اٹھا کر کہا:

"مجھے سائیں بابا کی دعا ہے، تم میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔"

دونوں سپاہی تلواریں لے کر عنبر پر ٹوٹ پڑے۔ عنبر کو بھی غصہ آ گیا کہ یہ الو کے پٹھے سمجھتے ہی نہیں۔ ایسے اجڈ دماغ کے ہیں۔ اس نے برستی تلواروں میں ہاتھ اٹھا کر دونوں سپاہیوں کی تلواروں کو چھین کر توڑ ڈالا۔ سپاہی ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے کہ یہ کیسے ہو گیا۔ انہوں نے لپک کر زمین پر سے اپنے نیزے اٹھا لیے۔ عنبر نے نیزے بھی توڑ دیے۔ اب تو دونوں سپاہی گھبرا گئے کہ یہ کس بلا کا سامنا کرنا پڑ گیا ہے۔ ایک سپاہی نے خنجر نکالا اور راجکمار کی طرف دوڑا کہ اور کچھ نہیں تو اسے ہی ہلاک کر ڈالے، مگر عنبر بھی غافل نہیں تھا۔ اس نے سپاہی کو وہیں دبوچ لیا اور پھر دوسرے سپاہی کو بھی گردن سے پکڑ کر پیچھے کھینچ لیا۔ دونوں کو

آپس میں زور سے ٹکرا دیا اور پھر انہیں جھیل میں پھینک دیا۔ جھیل میں گرتے ہی وہ ڈوب گئے اور دوبارہ نہ ابھر سکے۔

راجکمار عنبر کی اتنی زبردست طاقت کو حیرانی سے دیکھ رہا تھا۔

عنبر نے اس سے پوچھا:

"اب تم مجھے اپنی ساری کہانی سناؤ کہ تم اصل میں کس ملک کے راجکمار ہو اور یہ تمہیں کیوں اغوا کر کے لے جا رہے تھے!"

راجکمار نے کہا:

"میں پنجاب کے پہاڑی علاقے کی ایک ریاست کا راجکمار ہوں۔ میرے ماں باپ مر چکے ہیں اور وزیر نے میرے باپ کے تخت پر قبضہ کر لیا ہے۔ اب وہ مجھے ہلاک کروانا چاہتا ہے تاکہ تخت کا کوئی وارث باقی نہ رہے۔"

پھر راجکمار نے عنبر کو شروع سے آخر تک سارا واقعہ سنا ڈالا کہ کس طرح اسے بے ہوش کر کے شمشان پہنچایا گیا تھا تاکہ میری روح کے انتقام سے بچنے کے لیے مجھے زندہ جلا دیا جائے اور پھر کس طرح وہ بارش میں ہوش میں آ گیا اور ایک غار کی طرف بھاگا۔

"وہاں ایک دیوی کی روح نے میری مدد کی اور مجھے پہاڑی کے اوپر والے غار میں چھپ جانے کو کہا۔"

عنبر چونکا:

"دیوی کی روح!"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ہاں، وہ غیبی دیوی تھی، میں اُسے دیکھ نہیں سکتا تھا مگر اس کی آواز سُن سکتا تھا — وہ میری بڑی ہمدرد تھی — وہ مجھے پہاڑی والے غار میں چھپا کر واپس آنے کا کہہ کر چلی گئی اور پھر نہ آئی۔ میں نے چار دن اس کا وہاں انتظار کیا، لیکن خدا جانے وہ کہاں غائب ہو گئی۔ میں وزیر کے سپاہیوں کے ڈر سے وہاں سے بھاگ کر دریا کے راستے اس شہر میں آ کر سرائے میں نوکر ہو گیا، تاکہ کچھ وقت چین سے گزار سکوں —"

عنبر کو پورا یقین ہو گیا کہ وہ غیبی دیوی ماریا کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتی — اس نے راجکمار سے غیبی دیوی کی آواز کے بارے میں پوچھا تو راجکمار نے جو نشانی بتائی وہ ماریا ہی کی تھی —

عنبر نے کہا :

"غیبی دیوی تمہیں کیا کہہ کر گئی تھی ؟"

راجکمار بولا :

"اصل میں وہ جادوگر پجاری کو ہمارے راستے سے ہٹانے کے لیے گئی تھی، کیونکہ وہی میرے راستے کی سب سے بڑی رکاوٹ تھا۔ وزیر کو اس کی مدد حاصل تھی — میں نے غیبی دیوی کو منع بھی کیا تھا کہ وہ جادوگر پجاری سے مقابلہ کرنے کی کوشش نہ کرے، کیونکہ وہ بڑا طاقت ور جادوگر ہے، مگر غیبی دیوی نہ مانی اور ضد کر کے چلی گئی۔ ضرور جادوگر پجاری نے اُسے بھسم کر دیا ہو گا —"

عنبر نے کہا :

"یہ جادوگر پجاری کہاں رہتا ہے ؟ کیا تم مجھے بتا سکتے ہو ؟"

راجکمار نے کہا :

"ہماری ریاست کے محل سے دور دریا کنارے ایک پہاڑی کے اوپر چٹان میں مندر بنا ہے — جادوگر پجاری اسی مندر میں رہتا ہے۔ وہاں ایک دیوی کی وہ پوجا کرتا ہے — کہتے ہیں دیوی اس کو سب کچھ بتا دیتی ہے اور اس کی مدد کرتی ہے —"

عنبر گہری سوچ میں ڈوب گیا۔ کہیں ماریا اس جادوگر کے جادو کے جال میں نہ پھنس گئی ہو —

راجکمار نے پوچھا :

"مگر تم غیبی دیوی کے بارے میں اتنے پریشان کیوں ہو ؟"

عنبر نے کہا :

"کچھ نہیں — ویسے ہی پوچھ رہا تھا — چلو اب تمہیں تمہارے محل میں چھوڑ آؤں —"

راجکمار بولا :

"وہاں تو وزیر میری جان کا دشمن ہے — وہ مجھے زندہ نہیں چھوڑے گا —"

عنبر نے کہا :

"میں تمہیں تمہارا تخت واپس دلاؤں گا — رعایا تمہارے ساتھ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہوگی۔"

"مگر جادوگر پجاری تمہیں زندہ نہیں چھوڑے گا۔"

عنبر بولا:

"گھبرانے کی کوئی بات نہیں راجکمار۔ میں جادوگر کو بھی ایک بار اس کی نانی یاد کرادوں گا۔ آؤ، اب چلتے ہیں۔ رات ہونے سے پہلے پہلے ہمیں اس علاقے سے نکل جانا چاہیے۔"

عنبر اور راجکمار دونوں گھوڑوں پر سوار ہوئے اور چل پڑے۔ تین دن تک دونوں دریا کے ساتھ ساتھ سفر کرتے رہے۔ چوتھے روز راجکمار کا شہر آگیا۔ محل کے مینار دور سے نظر آگئے۔ شہر کی فصیل کے پاس پہنچ کر عنبر نے راجکمار سے پوچھا کہ وہ کونسا غار تھا جہاں غیبی دیوی اسے چھپنے کو کہہ گئی تھی اور جادوگر پجاری کا مندر کس جگہ پر ہے۔

راجکمار نے عنبر کو ساتھ لیا اور دریا کے گھاٹ پر ایک ویران جگہ پر جا کر اوپر جادوگر پجاری کا مندر دکھایا۔

"وہ ہے جادوگر پجاری کا مندر۔ وہ وہیں رہتا ہے۔ اس طرف پہاڑی کے اوپر وہ غار ہے، جہاں غیبی دیوی مجھے ٹھہرا کر چلی گئی تھی۔"

عنبر نے کہا:

"میرے ساتھ اس غار تک آؤ۔"

دونوں پہاڑی پر چڑھ کر غار میں آگئے۔ یہ چھوٹا سا غار تھا۔ راجکمار نے بتایا کہ اسی جگہ غیبی دیوی مجھے چھوڑ کر جادوگر پجاری سے مقابلہ کرنے چلی گئی تھی۔ عنبر نے کہا:

"تم اب بھی اسی جگہ چھپ کر بیٹھے رہو۔ میں تمہارے کھانے پینے کی چیزیں یہاں دے جاتا ہوں۔ جب تک میں واپس نہ آؤں یہاں سے ہرگز نہ جانا۔"

عنبر نیچے گھاٹ پر آگیا۔ یہاں سے اس نے کچھ پھل اور سوکھی مچھلی کا گوشت خریدا۔ ایک مشکیزے میں پانی بھرا اور راجکمار کو جا کر دے دیا۔ جب وہ جانے لگا تو راجکمار نے کہا:

"کہیں تم بھی تو غیبی دیوی کی طرح غائب نہیں ہو جاؤ گے۔ جادوگر پجاری بڑا زبردست جادوگر ہے۔ اگر تم بھی نہ آئے تو میرا کیا بنے گا؟"

عنبر نے راجکمار کو تسلی دی اور وہاں سے نکل کر سیدھا جادوگر پجاری کے مندر کی طرف روانہ ہوگیا۔ شام ہو رہی تھی۔ جادوگر پجاری مندر میں بیٹھا پوجا پاٹھ کر رہا تھا۔ پھر وہ مندر کے چھوٹے تالاب میں آگیا، جہاں اس نے ایک مگرمچھ پال رکھا تھا۔ جسے وہ جانوروں کا گوشت کھلایا کرتا تھا۔ مگرمچھ جادوگر پجاری کو دیکھ کر پانی سے آدھا باہر آگیا۔ جادوگر نے تھیلے میں سے ہرن کا گوشت نکال کر مگرمچھ کے آگے پھینک دیا۔ مگرمچھ اسے منہ میں دبوچ کر ہڑپ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کر گیا۔

جادوگر مسکرایا اور منہ ہی منہ میں منتر پڑھ کر مگرمچھ پر پھونک ماری۔ مگرمچھ پانی میں زور سے اُچھلا اور پھر تالاب کے اندر غائب ہو گیا۔ جادوگر پجاری کو اچانک دیوی کی کوٹھڑی سے ایک آواز آئی یہ دیوی کی آواز تھی جو الو کی آواز ایسی تھی۔ دیوی نے اُسے بلایا تھا۔ وہ گھبرا کر کوٹھڑی کی طرف بھاگا۔ دیوی کے بُت کی آنکھوں سے روشنی نکل رہی تھی۔ جادوگر پجاری نے جاتے ہی ہاتھ باندھ کر پوچھا:

"دیوی! کیا تم نے اپنے غلام کو یاد کیا؟"

دیوی کی آواز بلند ہوئی:

"ہاں! میں نے تمہیں بلایا ہے۔"

جادوگر پجاری نے پوچھا:

"کیا حکم ہے دیوی جی؟"

دیوی کی آواز آئی:

"تمہیں یاد ہے، جب تم ماریا کو قید کر کے کوٹھڑی میں بند کرنے لگے تھے تو میں نے تمہیں کہا تھا کہ یہ لڑکی اکیلی نہیں ہے۔ اس کے دو بھائی عنبر اور ناگ بھی اس کے ساتھ ہی واپسی کا پانچ ہزار سال لمبا سفر کر رہے ہیں۔"

"ہاں دیوی۔ کہا تھا، مجھے یاد ہے۔"

"تو پھر ہوشیار ہو جاؤ۔ اس کا ایک بھائی عنبر اس علاقے میں پہنچ چکا ہے اور تمہاری طرف آ رہا ہے۔"

جادوگر پجاری نے سر اُٹھا کر کہا:

"دیوی! میں تمہاری مدد کے ساتھ اسے بھی دوسری کوٹھڑی میں قید کر دوں گا۔ میں اسے بھی ڈس کر اپنا غلام بناؤں گا۔"

دیوی نے کہا:

"نہیں، تم عنبر کو سانپ بن کر نہیں ڈس سکو گے۔"

جادوگر پجاری گھبرا گیا:

"دیوی! میں نے برسوں تمہاری پوجا کی ہے، تمہاری خدمت کی ہے۔ مجھے بتاؤ کہ میں اپنے اس دشمن عنبر کو کیسے شکست دے کر اپنا غلام بنا سکتا ہوں۔"

دیوی نے کہا:

"سنو، میری بات غور سے سنو۔ یہ تینوں بہن بھائی یعنی ناگ عنبر ماریا ایک عجیب و غریب انسان ہیں۔ یہ ہزاروں سال سے زندہ ہیں اور ابھی ہزاروں سال اور زندہ رہیں گے۔ عنبر اپنی بہن ماریا کی تلاش میں یہاں آیا ہے۔ راجکمار بھی اس کے ساتھ ہے۔"

"راجکمار بھی اس کے ساتھ ہے؟" پجاری نے حیرانی سے پوچھا۔

"ہاں۔" دیوی نے کہا: "وہ بھی اس کے ساتھ ہے۔ اس راجکمار کو کسی جگہ چھپا دیا ہے۔ ماریا کے سائے کی وجہ سے میں یہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سراغ نہیں لگا سکتی کہ راجکمار اس وقت کس جگہ چھپا ہوا ہے، لیکن اتنا جانتی ہوں کہ وہ اسی علاقے میں کسی جگہ موجود ہے۔"

جادوگر پجاری نے کہا:

"میں راجکمار سے بعد میں نمٹ لوں گا۔ پہلے مجھے یہ بتاؤ کہ عنبر سے کیسے نجات حاصل کروں، کیونکہ اگر میں نے اس پر قابو نہ پایا تو وہ مجھے زندہ نہیں چھوڑے گا۔"

"ہاں، وہ بہت طاقتور ہے — وہ اگر چاہے تو تمہارے مندر کو اٹھا کر نیچے دریا میں پھینک سکتا ہے۔"

جادوگر پجاری بولا:

"پھر میری مدد کرو دیوی — اس وقت سوائے تمہارے دوسرا کوئی میری مدد نہیں کر سکتا۔"

دیوی نے کہا:

"وہی میں تمہیں بتانے والی تھی — تمہارے مندر کے پیچھے جو گہرا اندھا کنواں ہے۔ اس کے اوپر سوکھے گھاس کی پتلی چھت ڈال کر جھاڑیاں اور مٹی بچھا دو — خود کنوئیں کے دوسری طرف جا کر بیٹھ جاؤ — کوشش کرو کہ عنبر کنوئیں پر سے گزر کر تمہاری طرف آئے — جب وہ گھاس کی نازک چھت پر آئے گا تو کنوئیں میں گر جائے گا۔ بس یہی طریقہ عنبر کو بند کر کے رکھنے کا ہے، کیونکہ وہ خود کنوئیں سے باہر نہیں نکل سکتا — یہاں وہ بے بس ہو جاتا ہے،

اس کے بعد تم راجکمار کو تلاش کر کے وزیر کے آگے پیش کر دینا۔ اور منہ مانگا انعام پانا۔"

"ایسا ہی ہوگا دیوی۔"

یہ کہہ کر جادوگر پجاری اپنی جگہ سے اٹھا اور مندر کے پیچھے اندھے کنوئیں کے پاس آ کر رک گیا — اس نے آنکھیں بند کر کے جادو کے منتر پڑھے اور پھر کنوئیں پر ہاتھ سے اشارہ کیا — فوراً کنوئیں کے اوپر گھاس پھونس کی ایک پتلی سی چھت پڑ گئی جس پر مٹی اور پتے بکھرے ہوئے تھے — دیکھنے سے کسی کو یقین ہی نہیں آ سکتا تھا کہ اس کے نیچے اندھا کنواں ہے۔ جادوگر پجاری کنوئیں کی دوسری طرف چوکڑی مار کر بیٹھ گیا — اس نے آنکھیں بند کر لیں اور یوں ظاہر کیا جیسے عبادت کر رہا ہے —

وہ جادو کے زور سے باہر کی ایک ایک چیز کو دیکھ رہا تھا۔

ادھر عنبر بھی مندر کے دروازے پر پہنچ گیا — اس نے ایک سادھو سے پوچھا کہ مندر کا بڑا پجاری کہاں ہے؟

سادھو نے کہا:

"ابھی ابھی میں نے اسے مندر کے پیچھے کی طرف جاتے دیکھا ہے —"

عنبر مندر کے پیچھے آ گیا — کیا دیکھتا ہے کہ ایک درخت کے نیچے جادوگر پجاری آلتی پالتی مارے آنکھیں بند کیے بیٹھا ہے۔ عنبر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سمجھ گیا کہ یہی وہ جادوگر پجاری ہے، جس نے ماریا کو کہیں گم کیا ہوا ہے۔ جادوگر پجاری نے بھی بند آنکھوں کے پیچھے سے عنبر کو دیکھ لیا تھا اور سمجھ گیا تھا کہ یہی ماریا کا بھائی عنبر ہے جو اُسے ہلاک کر کے ماریا کو آزاد کرانے آیا ہے۔ اس نے جادو کے منتر پڑھنے شروع کر دیے۔ وہ اپنے جادو کے زور سے عنبر کو سیدھا اپنی طرف لانا چاہتا تھا، تاکہ وہ کنوئیں کی چھت پر سے چل کر آنے کی کوشش کرے۔

عنبر کچھ دیر رُک کر جادوگر پجاری کو تکتا رہا۔ اس نے سوچا کہ وہ جادوگر پجاری کے پیچھے سے جا کر اس پر حملہ کرے گا اور پھر اُسے قابو میں کر کے ماریا کے بارے میں پوچھے گا کہ وہ کہاں ہے۔ عنبر کنوئیں کے اوپر سے گزرنے کی بجائے دوسری طرف سے ہو کر درخت کی طرف بڑھا۔

جادوگر پجاری نے وار خالی جاتا دیکھا تو اسے افسوس ہوا، لیکن اس نے دوسرا وار کرنے کی تیاری شروع کر دی۔ عنبر جادوگر پجاری کے پیچھے آ کر اس پر حملہ کرنے ہی والا تھا کہ جادوگر نے اونچی آواز سے کہا:

"بیٹا، تم جس لڑکی کی تلاش میں آئے ہو، میں اسے جانتا ہوں۔ اس کا نام ماریا ہے اور اسے کوئی نہیں دیکھ سکتا، لیکن میں اُسے دیکھ رہا ہوں۔"

عنبر پجاری کے سامنے آ گیا:

"کیا تم نے اُسے قید کر رکھا ہے؟"

جادوگر پجاری مکاری سے مسکرایا:

"نہیں میرے بچے، میں نے نہیں بلکہ اس مندر کے سب سے بڑے جادوگر نے اُسے اپنی قید میں ڈال رکھا ہے۔"

عنبر نے سوچا کہ یہ جادوگر پجاری نہیں ہے، بلکہ اس کا شاگرد ہے اور اصل جادوگر پجاری کوئی دوسرا شخص ہے۔ اس نے پوچھا:

"وہ سب سے بڑا جادوگر کہاں ہے۔ مجھے اس کا ٹھکانہ بتاؤ تاکہ میں اس کے قبضے سے اپنی بہن کو چھڑا سکوں۔"

جادوگر پجاری خوش ہوا کہ عنبر اس کے دام میں پھنس رہا ہے۔ کہنے لگا:

"میرے سامنے آ کر الٹے پاؤں پندرہ قدم چلو، پھر میری طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاؤ۔ میں تمہیں تمہاری بہن ماریا کی شکل دکھاؤں گا کہ وہ کہاں قید ہے۔"

عنبر نے سوچا، کہ یہ بھی کوئی چھوٹا موٹا جادوگر ہے اور جادو کے زور سے غیب کی چیزوں کا حال معلوم کر لیتا ہے۔ اس لیے اس سے مدد حاصل کرنی چاہیے۔ وہ جادوگر پجاری کے سامنے منہ کر کے کھڑا ہو گیا۔ پجاری بہت خوش تھا۔ عنبر اس کی چال میں آ چکا تھا۔ اس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نے آنکھیں کھول دیں اور کہا:

"بیٹا عنبر، اب اُلٹے پاؤں پندرہ قدم پیچھے کو چلنا شروع کر دے۔"

جادوگر پجاری کو معلوم تھا کہ پیچھے بارہ قدم کے بعد اندھے کنویں پر ڈالی ہوئی گھاس کی چھت آ جاتی ہے۔ عنبر نے بغیر سوچے سمجھے پیچھے چلنا شروع کر دیا؛ حالانکہ اُسے سوچنا چاہیے تھا کہ کہیں اس کے ساتھ دھوکا تو نہیں ہو رہا۔ گیارہ قدم چلنے کے بعد جب اس نے بارھواں قدم زمین پر رکھا تو گھاس کی کمزور چھت نیچے بیٹھ گئی۔ اس کے ساتھ ہی عنبر کنویں میں گر گیا۔ کنواں بہت گہرا تھا۔ نیچے پانی اور پتھر تھے۔ عنبر سمجھ گیا کہ اس کے ساتھ دھوکا ہوا ہے۔ مگر اب سوچنے سے کچھ فائدہ نہیں تھا۔ وہ پانی اور پتھروں کے اوپر جا کر گر پڑا۔ جادوگر پجاری نے جادو کے ذریعے کنویں کے اوپر اتنا بڑا پتھر رکھ دیا کہ کنویں کا منہ پورا ڈھک گیا۔

عنبر ماریا ملاقات

جادوگر پجاری وہاں سے چلا گیا۔

وہ بڑا خوش تھا کہ اس نے اپنے دشمن کو ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا ہے۔ اس خونی ڈرامے کو ایک انسان نے دیکھا تھا۔ اور وہ وہی سادھو تھا، جس نے عنبر کو بتایا تھا کہ جادوگر پجاری مندر کے پچھواڑے بیٹھا ہے۔ یہ سادھو جادوگر پجاری کی جادوگریوں اور لوگوں پر ظلم و ستم کرنے کے سخت خلاف تھا۔ مگر اسے منع نہیں کر سکتا تھا۔ وہ اس سے خود ڈرتا تھا، لیکن اندر ہی اندر وہ اس کے خلاف ہو گیا تھا۔ جب عنبر اس سے جادوگر پجاری کا پوچھ کر مندر کے پیچھے گیا تو یہ سادھو بھی ایک جگہ چھپ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کی آنکھوں کے سامنے جادوگر پجاری نے عنبر کو اُلٹے پاؤں چلنے کے لیے کہا، پھر عنبر کنویں میں گر پڑا۔ اور اس کی آنکھوں کے سامنے جادوگر پجاری نے کنویں کو بہت بڑے پتھر کی چٹان سے ڈھک دیا۔ سادھو کا اس قتل سے دل ہل گیا۔ اسے کیا معلوم تھا کہ عنبر مر نہیں سکتا۔ وہ تو یہی سمجھا کہ جادوگر پجاری نے ایک بے گناہ انسان کو کنویں میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گرا کر ہلاک کر دیا ہے۔

سادھو کا دل اس مندر سے اچاٹ ہو گیا۔ اس نے مندر چھوڑ دیا اور دوسری پہاڑی کی چوٹی کی طرف چل پڑا، تاکہ وہاں جا کر اطمینان سے خدا کی عبادت کرے۔ یہ وہی چوٹی تھی جس کے چھوٹے غار میں راجکمار چھپا ہوا تھا۔ عنبر کے کنوئیں میں گرنے کے دوسرے روز سادھو پہاڑی پر آ گیا۔ اس نے ایک چھوٹا سا غار دیکھا تو اس کی طرف بڑھا کہ یہاں آرام سے رہ کر عبادت کیا کرے گا۔

ادھر راجکمار نے بھی دیکھا کہ ایک سادھو اس کے غار کی طرف چلا آ رہا ہے۔ گھبرا گیا، شک ہوا کہ ضرور وزیر نے کوئی جاسوس بھیجا ہے اور یہ سادھو وزیر کا جاسوس ہے۔ مگر غار کے اندر چھپنے کی کوئی جگہ نہیں تھی۔ آگے سے غار بند تھا مگر اندر اندھیرا تھا۔ یہ اندھیرے میں ہی ایک طرف کونے میں چھپ گیا کہ سادھو جب چلا جائے گا تو یہ باہر نکل آئے گا۔

سادھو سیدھا غار کے اندر آ گیا۔ اس نے اپنا لوٹا کرمنڈل اور چمٹا زمین پر رکھ دیا اور غار کے منہ کے آگے آسن جما کر بیٹھ گیا اور ہاتھ میں مالا لے کر پھیرنے لگا۔ جب اسے وہاں بیٹھے بیٹھے شام ہونے لگی تو راجکمار بڑا تنگ آ گیا کہ یہ کم بخت سادھو جو بیٹھا تو وہاں سے ہلتا ہی نہیں۔ اس نے مشکیزے میں سے پانی نکال کر دو گھونٹ پیے اور کھوپرا نکال کر کھایا۔ وہ بھوک سے بے تاب ہو

رہا تھا۔ اتفاق سے آدھا ناریل اُس کے ہاتھ سے رگر گیا۔

کھڑاک ہوا تو سادھو نے پلٹ کر غار کے اندر دیکھا۔

"کون ہے بھائی؟"

سادھو نے بڑی نرمی سے پوچھا۔ راجکمار نے سانس روک لیا۔ سادھو سمجھا کہ شاید اندر کوئی لومڑ وغیرہ چھپا ہوا ہے۔ وہ چمٹا لے کر غار کے اندر آیا۔ اُس نے پتھر رگڑ کر روئی کی بتی کو آگ دکھا کر مشعل روشن کر لی۔ اب اُس نے کونے میں ایک نوجوان لڑکے کو چھپے ہوئے دیکھا۔ سادھو نے روشنی آگے کر کے کہا:

"بیٹا تم کون ہو؟ اور یہاں کیوں چھپے ہوئے ہو؟"

راجکمار پر سادھو کی میٹھی نرم زبان نے بڑا اثر کیا۔ وہ کونے میں سے نکل کر سامنے آ گیا اور بولا:

"مہاراج! میں مصیبت کا مارا ہوں۔ ڈاکو میرے پیچھے لگے ہیں۔"

راجکمار نے اب بھی سادھو کو اپنے دل کا بھید نہ بتایا۔ اُسے سادھو کے سوال پر ہی اندازہ ہو گیا تھا کہ اس نے راجکمار کو نہیں پہچانا۔ سادھو نے کہا:

"بیٹا باہر آ جاؤ۔ یہاں کوئی ڈاکو نہیں ہے۔ اس پہاڑی کے اوپر کون ڈاکو آئے گا بھلا۔ آؤ۔ آؤ۔"

سادھو بڑی شفقت سے راجکمار کو غار سے باہر لے آیا۔ ڈھلتی دھوپ کی سنہری روشنی میں آ کر سادھو نے ایک بار پھر راجکمار کو غور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے دیکھا اور کہا:

"ڈاکو تمہارے پیچھے کیوں لگے تھے بیٹا؟"

راجکمار نے یونہی ایک فرضی کہانی گھڑ کر سنا دی۔

سادھو نے کہا:

"گھبراؤ نہیں، تم جب تک چاہو اس غار میں بیٹھے رہو۔ میں تو اپنے رب کی عبادت کرتے یہاں آیا ہوں۔ مجھے کسی سے کیا کام؟"

مگر راجکمار کو ابھی تک شبہ تھا کہ یہ سادھو ضرور وزیر کا جاسوس ہے۔ اُس نے کہا:

"جی نہیں مہاراج، آپ کو تکلیف ہوگی۔ میں دوسری پہاڑی کے مندر میں چلا جاتا ہوں۔ کچھ روز وہاں رہ کر جب ڈاکوؤں کا خطرہ ٹل جائے گا تو اپنے وطن روانہ ہو جاؤں گا۔"

سادھو نے جلدی سے کہا:

"بیٹا، تم مجھے بڑے بھولے لگتے ہو۔ میری نصیحت سے پلے باندھ لو، اُس مندر کا رُخ کبھی نہ کرنا۔"

"کیوں مہاراج؟" راجکمار نے یونہی پوچھ لیا۔

سادھو نے کہا:

"بیٹا، وہاں کا پجاری اچھا آدمی نہیں ہے۔ میرا مطلب ہے، وہ باہر کے لوگوں سے اچھا سلوک نہیں کرتا۔"

راجکمار کو عنبر کا بھی خیال لگا ہوا تھا جو اس پجاری سے مقابلہ

کرنے اور ماریا کو رہا کرانے گیا ہوا تھا۔ اُس نے کریدتے ہوئے پوچھا:

"میں نے سُنا ہے مہاراج کہ وہ جادوگر بھی ہے۔"

سادھو نے کانوں کو ہاتھ لگا کر کہا:

"تم نے بالکل ٹھیک سُنا ہے بیٹا۔ پجاری جادوگر بھی ہے اور انسانوں کا قاتل بھی ہے۔"

قاتل کے لفظ پر راجکمار کے کان کھڑے ہو گئے۔

"قاتل؟ کیا اس نے کسی کو قتل بھی کیا ہے مہاراج؟"

سادھو نے کہا:

"میں جھوٹ نہیں بول سکتا۔ ابھی ابھی اُس مندر کو ہمیشہ کے لیے چھوڑ کر آ رہا ہوں۔ اس شیطان جادوگر نے میری آنکھوں کے سامنے ایک نوجوان کو اندھے کنوئیں میں گرا کر اوپر بہت بڑا پتھر رکھ دیا ہے۔"

راجکمار پریشان ہو گیا۔ اُس نے سادھو سے اُس نوجوان کا حلیہ پوچھا تو سادھو نے عنبر کا حلیہ صاف صاف بیان کر دیا۔ سادھو نے راجکمار کو بے چین دیکھا تو پوچھا:

"تم پریشان کیوں ہو گئے بیٹا۔ کیا وہ نوجوان تمہارا کوئی عزیز تھا؟"

راجکمار خاموش ہو گیا۔ وہ مندر کی طرف دیکھ رہا تھا جو دوسری پہاڑیوں کی چوٹی پر ڈوبتے سورج کی سنہری دھوپ میں صاف نظر آ رہا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھا۔ سادھو کو بھی شک گزرا کہ ضرور دال میں کچھ کالا کالا ہے۔ اس نے راجکمار کے کندھے پر شفقت سے ہاتھ رکھ دیا اور کہا:

"بیٹا، اصل بات مجھے بتا دو۔ ہو سکتا ہے، میں تمہاری کوئی مدد کر سکوں۔ مجھے اپنا ہمدرد سمجھو۔"

سادھو کی باتوں کا راجکمار پر بڑا اثر ہوا۔ اس نے کھول کر ساری حقیقت بیان کر دی۔ سادھو نے مسکراتے ہوئے راجکمار کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا:

"میرے بچے، تم ہی راجکمار ہو۔ کوئی بات نہیں، تمہارا راز میرے پاس امانت بن کر رہے گا۔ لیکن اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ عنبر کو کس طرح کنوئیں سے نکالا جائے۔ وہ تو کل تک دم گھٹنے سے مر جائے گا۔"

راجکمار نے کہا:

"مہاراج، مجھے عنبر کے بارے میں اتنا معلوم ہے کہ وہ مر نہیں سکتا۔"

سادھو نے ہنس کر کہا:

"کیوں، وہ کوئی دیوتا ہے، جو مر نہیں سکتا۔ آخر انسان ہے، اور انسان دم گھٹنے سے فوراً مر جاتا ہے۔"

راجکمار بولا:

"یہ میں کچھ نہیں جانتا، لیکن میں نے اپنی آنکھوں کے سامنے عنبر پر تلواریں چلتی دیکھی ہیں۔ تلواریں اس کے جسم سے ٹکرا کر ٹوٹ گئیں اور اُسے کچھ بھی نہ ہوا۔"

سادھو بولا:

"ہو سکتا ہے، عنبر بھی کوئی جادوگر ہو۔"

راجکمار نے کہا:

"اگر جادوگر ہوتا تو جادو کے زور سے اب تک کنوئیں سے باہر آ گیا ہوتا۔"

Sca

سادھو نے کہا:

"تو پھر وہ کون ہے؟ کہاں سے آیا ہے؟ یہاں اُسے کس کی تلاش تھی؟"

راجکمار نے کہا:

"مجھے وہ دریائے سندھ کے ایک شہر کی سرائے میں ملا تھا۔ اور مجھ سے غیبی دیوی کے بارے میں سُن کر اُس سے ملنے یہاں آ گیا اور کہنے لگا کہ وہ مجھے میرا کھویا ہوا تخت ضرور دلا دے گا۔"

سادھو نے کہا:

"میرے بچے، یہ آدمی مجھے کوئی چکر باز لگتا ہے۔ تمہیں اس سے بچ کر ہی رہنا چاہیے۔ تمہارا تخت تو اب بھگوان ہی تمہیں دلائے گا۔ یہاں تمہاری جان خطرے میں ہے۔ میرا مشورہ یہی ہے کہ ابھی کچھ عرصہ تبت کی طرف نکل جاؤ۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

راجکمار بولا:

"نہیں مہاراج، عنبر نے میری جان بچائی تھی۔ میں اُسے یوں کنوئیں میں اکیلا چھوڑ کر اس کے ساتھ دھوکا کر کے نہیں جا سکتا۔ میں اُسے بھی اپنے ساتھ لے کر جاؤں گا۔"

سادھو بولا:

"ٹھیک ہے پھر اگر تم یہی چاہتے ہو تو میں تمہیں منع نہیں کروں گا۔ مگر یہ تو بتاؤ کہ تم اس نوجوان عنبر کو کنوئیں سے کیونکر نکال کر اپنے ساتھ لے جاؤ گے؛ کنوئیں کے اوپر اتنا بھاری پتھر پڑا ہے کہ اسے سو آدمی مل کر بھی تو نہیں اٹھا سکتے۔"

"یہی تو میں بھی سوچ رہا ہوں۔"

راجکمار نے نا امید ہو کر سر جھکا دیا۔ اچانک سادھو کے ذہن میں ایک ترکیب آ گئی۔ کہنے لگا:

"ایک ترکیب میرے دماغ میں آئی ہے۔"

راجکمار نے پوچھا:

جلدی بتائیے کون سی ترکیب ہے؟

سادھو نے کہا:

"اس پہاڑی کے پیچھے جنگل میں ایک ہاتھی رہتا ہے۔ جب میں اس جنگل میں عبادت کیا کرتا تھا تو وہ ہاتھی اکثر میرے پاس آ کر بیٹھ جاتا تھا۔ میں اُسے کھانے کو جنگلی پھل دیا کرتا تھا۔ میں نے اُس کا نام

کندن رکھ چھوڑا تھا۔ کندن ہاتھی میرا بڑا دوست بن گیا تھا۔ جب میں اس جنگل سے آنے لگا تو وہ مجھے چھوڑنے جنگل کے آخری کنارے تک آیا تھا۔"

راجکمار نے پوچھا:

"تو اس ہاتھی سے آپ کیا کام لینا چاہتے ہیں؟"

سادھو بولا:

"راجکمار، تم اب بھی نہیں سمجھے۔ میں اس ہاتھی کی مدد سے کنوئیں کا پتھر ہٹوا دینا چاہتا ہوں، پھر ہم کسی نہ کسی طرح رسا ڈال کر عنبر کو باہر نکال لیں گے۔"

راجکمار نے کہا:

"لیکن جادوگر پجاری کو فوراً پتا لگ جائے گا اور وہ ہمیں زندہ نہیں چھوڑے گا۔"

سادھو نے کہا:

"میں جادوگر پجاری کو یہاں سے باہر بھجوا دوں گا۔"

"وہ کیسے؟" راجکمار نے سوال کیا۔

سادھو بولا:

"میں کہوں گا، اسے وزیر نے بلایا ہے۔ جادوگر پجاری کو مجھ پر بڑا اعتماد ہے۔ آؤ میرے ساتھ۔"

پہاڑی سے اُتر کر سادھو نے راجکمار کو ساتھ لیا اور دوسری طرف

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

والے جنگل میں آ گیا۔ یہاں اسے ایک درخت کے اوپر مچان پر بٹھایا، خود جادوگر پجاری سے ملنے چلا گیا۔

شام ہونے کے بعد سادھو واپس راجکمار کے پاس آیا اور اسے بتایا کہ اُس نے جادوگر پجاری کو شاہی محل کی طرف روانہ کر دیا ہے۔ اب ہمیں ہاتھی کُندن کو تلاش کرنا ہے۔ سادھو جنگل میں جس جگہ عبادت کیا کرتا تھا وہاں آ گیا۔ اس نے بلند آواز سے ہاتھی کو آوازیں دیں :

"کُندن، کُندن، کُندن، تم کہاں ہو ؟"

راجکمار پہلے تو سمجھا کہ سادھو پاگل ہو گیا ہے۔ بھلا کبھی ہاتھی بھی اس طرح بُلانے سے آتے ہیں، لیکن وہ حیران رہ گیا۔ جب اُس نے ایک اونچے بھاری بھرکم زبردست طاقت والے ہاتھی کو جھاڑیوں اور درختوں میں سے نکل کر اپنی طرف آتے دیکھا۔ اُس نے آتے ہی سونڈ اٹھا کر سادھو کو سلام کیا۔ سادھو نے اسے پیار کیا اور سونڈ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے ہاتھی سے باتیں کرنے لگا۔ راجکمار نے شاہی محل میں ہاتھی کی کئی بار سواری کی تھی، مگر وہ سدھائے ہوئے ہاتھی ہوتے تھے اور مہاوت بھی ساتھ ہوتا تھا۔ یہ جنگلی ہاتھی تھا اور جنگلی ہاتھیوں کا کوئی بھروسہ نہیں ہوتا کہ کب آدمی کو چیر پھاڑ کر رکھ دیں۔ مگر یہ ہاتھی سادھو سے بہت گھُل مل چکا تھا اور سونڈ اٹھا کر اسے سلام کر رہا تھا۔ سادھو نے جیب سے گڑ نکال کر اُسے کھانے کو دیا جسے وہ بڑے مزے لے لے کر

کھانے لگا۔ سادھو نے راجکمار سے ہاتھی کا تعارف کروایا اور کہا :

"کُندن، یہ ہمارے راجکمار ہیں۔ انہیں سلام کرو۔"

کُندن ہاتھی نے سونڈ اٹھا کر راجکمار کو بھی سلام کیا۔ راجکمار نے ڈرتے ڈرتے اس کی سونڈ پر ہاتھ پھیرا۔ تھوڑی دیر بعد اس کا ڈر بھی دُور ہو گیا۔ سارا دن وہ جنگل میں سفر کرتے رہے۔ سادھو ہاتھی اور راجکمار۔ جب شام ہوئی تو وہ ہاتھی کو لے کر پہاڑی والے مندر کے قریب بانس کے درختوں کے جھنڈ میں آ کر رُک گئے۔ سادھو نے راجکمار سے کہا :

"ہمیں رات کے اندھیرے میں کنوئیں پر ہاتھی کو لے جانا ہو گا۔ کچھ دیر یہاں انتظار کرتے ہیں۔"

وہ ہاتھی سے اتر پڑے اور ایک جگہ بیٹھ گئے۔ پوٹلی سے روٹی نکال کر سادھو نے راجکمار کو بھی دی، خود بھی کھائی۔ ہاتھی بانس کی نرم نرم شاخیں توڑ توڑ کر کھانے لگا۔ جب رات ہو گئی، ہر طرف تاریکی اور اندھیرا چھا گیا تو سادھو اور راجکمار ہاتھی پر سوار ہو گئے اور اسے لے کر مندر کی طرف چل پڑے۔

مندر میں خاموشی تھی۔ اندھیرا تھا۔ صرف ایک جگہ چراغ جل رہا تھا۔ مندر کے پچھواڑے بھی اندھیرا تھا۔ سادھو اور راجکمار ہاتھی سے اُتر گئے تھے اور اس کے ساتھ ساتھ چل رہے تھے۔ سادھو ہاتھی کو آگے آگے لے جا رہا تھا۔ وہ کنوئیں کے پاس درختوں میں آ کر رُک گئے۔ سادھو نے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دیکھا کہ وہاں کوئی دوسرا آدمی تو نہیں — جب اسے یقین ہو گیا کہ وہاں کوئی نہیں ہے تو وہ ہاتھی کو لے کر آگے بڑھا اور کنوئیں کے بڑے بھاری پتھر کے پاس آ کر رُک گیا — اس نے پتھر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ہاتھی سے کہا:

"کندن! اسے اٹھا کر باہر پھینک دو۔"

ہاتھی نے سادھو کا حکم مانتے ہوئے اپنی سونڈ آگے بڑھائی — بڑے پتھر کے ساتھ اپنا ماتھا لگایا اور زور لگانا شروع کر دیا۔ پتھر بہت بھاری تھا — ہاتھی زور لگاتے لگاتے تھک گیا، مگر پتھر صرف تھوڑا سا ہی کھسکا — سادھو آہستہ آہستہ ہاتھی کو کہے جا رہا تھا:

"شاباش کندن، زور لگاؤ۔"

آخر ہاتھی نے پتھر اٹھا کر دور پھینک دیا — راجکمار اور سادھو نے ہاتھی کو پیار کیا — راجکمار نے کنوئیں میں جھانک کر دیکھا۔ کنوئیں میں اندھیرا چھایا ہوا تھا — سادھو نے کہا:

"عنبر اب ہرگز نہیں بچا ہو گا — وہ مر گیا ہو گا۔"

راجکمار نے کہا:

"عنبر نہیں مر سکتا۔"

راجکمار نے کنوئیں کے اندر منہ کر کے عنبر کو آواز دی۔ کنوئیں کے اندر سے عنبر کی آواز آئی —

"راجکمار! کیا یہ تم ہو؟"

"ہاں عنبر! ہم رسی پھینک رہے ہیں — اسے پکڑ لینا۔ ہم تمہیں اوپر کھینچ لیں گے۔"

رسی وہ اپنے ساتھ ہی جنگل سے لائے تھے — انہوں نے رسی کنوئیں کے اندر پھینک دی — عنبر نے اسے پکڑ لیا اور انہوں نے اُسے اوپر کھینچ لیا — ہاتھی قریب ہی کھڑا تھا — راجکمار نے سادھو کی طرف ہاتھ اٹھا کر اشارہ کر کے کہا:

"عنبر، یہ ہمارے دوست ہیں، سادھو جی مہاراج — اگر یہ میری مدد نہ کرتے تو تمہیں ہم کنوئیں میں سے نہیں نکال سکتے تھے اور اس ہاتھی نے وہ بھاری بھرکم پتھر ہٹایا جو جادوگر پجاری کنوئیں کے منہ پر رکھ گیا تھا۔"

Sca

عنبر نے پوچھا:

"وہ خود کہاں ہے؟"

راجکمار بولا:

"اُسے سادھو جی نے شاہی محل میں بھجوا دیا ہے۔"

سادھو بڑا حیران تھا کہ ایک دبلا پتلا نوجوان اتنی دیر اندھے کنوئیں میں پڑے رہنے کے بعد نہ صرف یہ زندہ باہر نکل آیا، بلکہ بالکل ترو تازہ اور ہشاش بشاش بھی ہے —

سادھو نے کہا:

"اس سے پہلے کہ جادوگر پجاری آ جائے، ہمیں یہاں سے نکل جانا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

چاہیے — میرا خیال ہے، ہم واپس جنگل میں ہی چلے جاتے ہیں۔"

راجکمار، سادھو اور عنبر ہاتھی کو لے کر واپس جنگل کی طرف چلنے لگے تو عنبر نے کہا:

"اس پتھر کو تو واپس کنوئیں کے منہ پر رکھ دو۔ نہیں تو جادوگر پجاری کو علم ہو جائے گا کہ میں فرار ہو چکا ہوں۔"

اسی وقت سادھو نے ہاتھی کو اشارہ کیا اور ہاتھی نے پتھر کو دھکیل کر اندھے کنوئیں کے منہ پر ویسے ہی رکھ دیا جیسے وہ پہلے رکھا ہوا تھا— اب وہ لوگ وہاں سے واپس روانہ ہو گئے— ایک دم سے سادھو نے کچھ سوچتے ہوئے کہا:

"مندر کے اندر دیوی کا بت ہے — مجھے یقین ہے کہ دیوی آنے والے واقعات کی جادوگر کو خبر کر دیتی ہے — ایک بار میں نے خود دیکھا تھا کہ دیوی کی آنکھوں سے روشنی نکل رہی تھی اور جادوگر پجاری اس کے سامنے بیٹھا اس سے باتیں کر رہا تھا۔"

"پھر تمہاری کیا رائے ہے؟" عنبر نے پوچھا۔

سادھو بولا:

"اگر ہم دیوی کی آنکھیں پھوڑ ڈالیں تو جادوگر پجاری ہمارے بارے میں کچھ معلوم نہ کر سکے گا کہ ہم کہاں چھپے ہیں — لیکن یہ کام کوئی مسلمان ہی کر سکتا ہے — ہم ہندو ہیں — دیوی کی آنکھیں نہیں پھوڑ سکتے — ہمیں ڈر آتا ہے۔"

عنبر نے کہا:

"یہ کام میں کروں گا اور مجھے ماریا کا بھی پتا لگانا ہے۔ تم لوگ جنگل میں جاؤ اور وہاں ٹھہر کر میرا انتظار کرو۔ میں دیوی کی آنکھیں پھوڑ کر اور ماریا کا سراغ لگا کر تمہارے پاس آ جاؤں گا۔"

سادھو بولا:

"ٹھیک ہے، ہم پیچھے جنگل میں کالے پتھروں والے چشمے پر تمہارا انتظار کریں گے— اور جب تک تم نہیں آؤ گے، ہم وہاں سے کہیں نہیں جائیں گے۔"

یہ کہہ کر سادھو اور راجکمار ہاتھی پر بیٹھ کر نیچے جنگل کی طرف روانہ ہو گئے اور عنبر مندر کی طرف چل پڑا— رات کا وقت تھا۔

عنبر سیدھا مندر کی اس کوٹھری میں آ گیا جہاں دیوی کا بت چبوترے پر رکھا ہوا تھا— دیوی نے بھی عنبر کو دیکھ لیا تھا، مگر وہ بے بس تھی۔ عنبر پر اس کا جادو نہیں چل سکتا تھا— وہ اپنی مکاری سے جادوگر پجاری کی مدد سے عنبر کو کنوئیں میں تو گرا سکتی تھی، مگر اس پر اپنا جادو نہیں کر سکتی تھی— دیوی کی آنکھوں سے لال لال روشنی نکل کر عنبر پر پڑی— دیوی کا خیال تھا کہ شاید عنبر اس روشنی سے ڈر کر بھاگ جائے— کیونکہ وہ جانتی تھی کہ یہ مسلمان ہے اور مسلمان بتوں کی پوجا نہیں کرتے، بلکہ انہیں توڑ دیا کرتے ہیں۔"

Sca

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر نے بھی دیر نہ کی۔ آگے بڑھ کر اُس نے دیوی کی آنکھوں میں انگلیاں ڈال کر اس کی پتھر کی آنکھیں پھوڑ ڈالیں۔ عنبر کی انگلیاں لوہے کے کیل کی طرح دیوی کی آنکھوں میں گھس گئی تھیں۔ دیوی کے منہ سے ایک چیخ نکلی۔ اور اس کی آنکھوں سے خون بہنے لگا۔ عنبر نے ایک ہی ہاتھ مار کر دیوی کے بُت کی گردن توڑ کر اسے پاش پاش کر دیا۔

عنبر کوٹھری سے باہر آ گیا۔ اب اس نے ماریا کی تلاش شروع کر دی۔ وہ سانس کھینچ کر ماریا کی بُو سُونگھنے کی کوشش کرنے لگا۔ پھر ایک طرف سے اُسے ماریا کی خوشبو آ گئی۔ عنبر اس خوشبو کی طرف بڑھا۔ مندر کے پیچھے مغرب کی طرف ایک اونچی چٹان کی جانب سے یہ خوشبو آ رہی تھی۔ اُدھر اندھیرا تھا، مگر عنبر کو اس اندھیرے میں بھی سب کچھ نظر آ رہا تھا۔ وہ چٹان پر جاتی سیڑھیاں چڑھ کر چبوترے پر آیا تو دیکھا کہ سامنے ایک کوٹھری ہے جس کے دروازے پر لوہے کا بڑا تالا پڑا ہے۔ ماریا کی خوشبو اسی کوٹھری سے آ رہی تھی۔ اس کوٹھری کے اندر ماریا چپ چاپ کھڑی تھی۔ اب وہ غائب نہیں تھی، بلکہ اسے عنبر دیکھ سکتا تھا۔ مگر وہ جادوگر پجاری کے جادو کے اثر میں تھی۔ نہ وہ عنبر کو پہچان سکتی تھی اور نہ ناگ کو پہچان سکتی تھی۔

عنبر نے باہر سے ماریا کو آواز دے کر پکارا۔ ماریا نے ایک مرد کی آواز سُنی تو اسے ہلاک کرنے کے لیے بے تاب ہو گئی۔ یہ جادوگر پجاری کے زہر کا اثر تھا کہ اس کے اندر انسانوں کو ہلاک کرنے کی زبردست طاقت آ گئی تھی۔ عنبر نے دو تین بار پکارا۔ اندر سے جو آواز آئی، وہ ماریا کی ہی تھی، مگر ماریا نے عنبر کو اُس کے نام سے آواز نہیں دی تھی، بلکہ یوں آواز نکالی تھی جیسے کوئی درندہ اپنے شکار کو دیکھ کر غراتا ہے۔ عنبر کچھ حیران ضرور ہوا۔ مگر ماریا کی آواز نے اُسے دروازہ توڑنے پر مجبور کر دیا۔ وہ اس بات پر بھی پریشان تھا کہ ماریا نے خود دروازہ کیوں نہیں توڑا۔ وہ تو بڑی آسانی سے دروازہ توڑ کر آزاد ہو سکتی تھی۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ وہ جادوگر پجاری کے جادو کے اثر میں تھی۔

دروازہ کھل گیا تھا۔ عنبر نے اندر دیکھا تو اُسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آیا۔ اس کے سامنے اندھیرے میں ایک لڑکی کھڑی تھی۔ جس کا رنگ نیلا تھا۔ جس کے بال کھلے ہوئے تھے اور نیلی آنکھیں چمک رہی تھیں۔ اس کے جسم سے ماریا کی تیز خوشبو نکل رہی تھی۔ یہ ضرور ماریا ہی تھی۔ مگر ماریا تو غائب ہوا کرتی تھی۔ یہ کیسے نظر آنے لگی۔ عنبر ماریا کو پہلی بار دیکھ رہا تھا۔ اس نے آگے بڑھ کر کہا:

"ماریا! کیا یہ تم ہو؟"

ماریا کے منہ سے آواز نکلی۔

"میں ماریا ہوں، مگر تم کون ہو؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اور اس کے ساتھ ہی ماریا دونوں بازو آگے پھیلا کر عنبر کی طرف بڑھی — عنبر سمجھ گیا کہ جادوگر پجاری نے اپنے جادو سے ماریا کو قابو میں کر لیا ہے اور اسے ظاہر بھی کر دیا ہے — وہ پیچھے ہٹا۔ ماریا کے منہ سے درندے کے غرانے کی آوازیں نکل رہی تھیں۔ وہ عنبر کو ہلاک کرنے کے لیے اُس کی طرف بڑھ رہی تھی —

عنبر نے ماریا سے کہا:

" ماریا ہوش کرو، میں عنبر ہوں — تمہارا بھائی عنبر ہوں — ہوش میں آؤ — "

مگر ماریا عنبر کو بالکل نہیں پہچان رہی تھی — اُس نے اُچھل کر عنبر کو پکڑ لیا اور پوری طاقت سے اُٹھا کر زمین پر دے مارا۔ عنبر ہکا بکا ہو کر ماریا کو تکنے لگا — اس نے چھلانگ لگائی اور چٹان سے نیچے دوسرے چبوترے پر آ گیا اور اُوپر دیکھا — ماریا اندھیری رات میں پتھروں پر بازو پھیلائے کھڑی اُس کی طرف خونخوار آنکھوں سے دیکھ کر غرّا رہی تھی —

عنبر اُسے وہیں چھوڑ کر جنگل کی طرف روانہ ہو گیا —

• ماریا کا جادو کس طرح ختم ہوا ؟ • عنبر کو ماریا نے کب پہچانا ؟ • ناگ کی چنگیز خان سے کیسے ملاقات ہوئی ؟

ان سوالوں کے جواب کے لیے ناگ، عنبر، ماریا کی واپسی کی قسط نمبر ۲۸ قریبی بک سٹال سے طلب کریں —

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

موت کے تعاقب کی

عنبر ناگ ماریا

۵ ہزار سالہ سفر کی پر اسرار اور سنسنی خیز داستان

مصنف : اے حمید

۱ - لاش سے ملاقات	۴/-	۱۶ - انسانی بلی	۴/-
۲ - جہاز ڈوب گیا	۴/-	۱۷ - سانپوں کا جنگل	۴/-
۳ - سمندر کی چڑیل	۴/-	۱۸ - ماریا اور بن مانس	۴/-
۴ - پُراسرار غار کی مورتی	۴/-	۱۹ - قبر نما انسان	۴/-
۵ - ناگ لندن میں	۴/-	۲۰ - لکشمی دیوی کا انتقام	۴/-
۶ - تابوت میں سانپ	۴/-	۲۱ - ناگ اور جادوئی ترشول	۴/-
۷ - موت کا دریا	۴/-	۲۲ - ناگ عنبر مقابلہ	۴/-
۸ - سانپ کا انتقام	۴/-	۲۳ - لاش کی چیخ	۴/-
۹ - سانپ کی آواز	۴/-	۲۴ - آسیب کی رات	
۱۰ - ناگ کا قتل	۴/-	۲۵ - تنالوے سیڑھیوں کا راز (خاص نمبر)	
۱۱ - شاہ بلوط کا خزانہ	۴/-	۲۶ - عنبر پھانسی کی کوٹھڑی میں	
۱۲ - پتھر کا ہاتھ	۴/-	۲۷ - ماریا اور جادوگر سانپ	۴/-
۱۳ - طوفانی سمندر کا بھوت	۴/-	۲۸ - نقلی ناگ کی سازش	۴/-
۱۴ - ڈائنا سورس کا جزیرہ	۴/-	۲۹ - بابل کی بدروحیں	
۱۵ - سیاہ پوش سایہ	۴/-	۳۰ - قبر کی دلہن	۴/-

...نا مکتبہ اقرأ ۱۴/بی شاہ عالم مارکیٹ، لاہور

PVL
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk